بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وعلی عبدہ المسیح الموعود

وان لیس للانسان الا ما سعی وان سعیہ سوف یری

ہفت روزہ

بدر قادیان

The Weekly Badr Qadian

جلد ۱۹ | شمارہ ۳۲

ایڈیٹر: عبدالرحیم نیر پوری

نائب ایڈیٹر: خورشید احمد منیر

Regd No P. 67

خلوص کو وقت اور وقت کو سچے دیانتدارانہ تعاون کا نذرانہ

زرِ چندہ
سالانہ ۱۰ روپے
ششماہی ۵ روپے
فی پرچہ ۲۰ پیسے
فی پرچہ ۲۵ پیسے

۲ جمادی الثانی ۱۳۹۰ھ | ۶ ظہور ۱۳۴۹ ہش | ۶ اگست ۱۹۷۰ء

اخبار احمدیہ

ربوہ ۳۰ ر وفا (جولائی) الحمدللہ کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بفرہ العزیز مع حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا کل صبح چھ بجے ایبٹ آباد سے بذریعہ کار روانہ ہوکر ایک بجے بعد دوپہر بخیریت ربوہ تشریف لے آئے۔ حضور کی صحت کے متعلق تازہ ترین مندرجہ ذیل اطلاع مظہر ہے کہ

سفر کی کوفت اور سر میں درد کی وجہ سے طبیعت قدرے ناساز ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضلِ خاص سے صحتِ کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے۔ آمین

قادیان ۳۰ ر وفا۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کی طبیعت گزشتہ ہفتے گلے کی خرابی اور کھانسی سے ناساز رہی۔ حرارت بھی ہو جاتی رہی۔ اب ٹمپریچر نہیں ہے گلے کی تکلیف کو بھی آرام ہے۔ کھانسی قدرے باقی ہے۔ اور کمزوری بھی ہے۔ آپ کے اہل و عیال بخیریت ہیں الحمدللہ

محترم حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل امیر مقامی مع دردِ پلیورٹی سے ہیں۔

تامل ناڈو کے گورنر سردار اوجل سنگھ صاحب سے ملاقات

اور اسلامی لٹریچر کی پیشکش

رپورٹ مرسلہ مکرم مولوی محمد عمر صاحب فاضل انچارج احمدیہ مسلم مشن مدراس

مدراس ۳۰ ر جولائی ۱۹۷۰ء

آج تامل ناڈو سٹیٹ کے گورنر عالی جناب سردار اوجل سنگھ صاحب سے ملاقات اور ان کی خدمت میں اسلامی لٹریچر کا تحفہ پیش کرنے کا موقع میسر آیا۔ ملاقات کے لئے ہماری درخواست کو منظور کرتے ہوئے گورنر ہاؤس سے ہمیں چٹھی موصول ہوئی جس میں ملاقات کا وقت مقرر تھا

چنانچہ خاکسار اور مکرم محمد کریم اللہ صاحب نوجوان ایڈیٹر "آزاد نوجوان" وقتِ مقررہ پر یعنی ۱۱ بجے صبح گورنر صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

آپ نے بہت ہی خنداں پیشانی سے مسکراتے ہوئے ہمارے ساتھ مصافحہ کیا اور فرمایا کہ کہیئے کیا حکم ہے؟ تو مکرم نوجوان صاحب نے میری طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ آپ کو ہمارے مرکز قادیان نے مدراس میں بطور انچارج احمدیہ مسلم مشن مقرر فرمایا ہے۔ ان کی خواہش ہے کہ کہ آپ محترم سے شرفِ ملاقات حاصل کیا جائے۔

اس پر مسرت کا اظہار کرتے ہوئے گورنر صاحب نے خاکسار سے قادیان میں میرے عربک تعلیم اور تحصیل علم کے بعد مختلف مقامات پر تقریروں کے بارے میں دریافت فرمایا۔ خاکسار کا جواب سن کر آپ نے کہا کہ گویا آپ مشنریوں کا کام سارے ہندوستان میں حضرت مرزا صاحبؑ کے پیغام کا پرچار کرنا ہے۔ اس کے ساتھ ہی آپ مسکرا کر فرمانے لگے کہ جب میں لاہور میں پڑھتا تھا تو حضرت مرزا بشیر احمد صاحب میرے ہم جماعت تھے۔ ان کے ساتھ ایک لمبا عرصہ رہنے کا موقع ملا تھا۔ ان کے بلند کردار اور معیاری اخلاق کی میں بہت قدر کرتا ہوں۔ اس کے ساتھ ہی آپ نے محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب کا ذکر چھیڑا۔ اور فرمانے لگے کہ مختلف مواقع پر ہم دونوں کو مل کر کام کرنے کا موقع ملا تھا۔ محترم ظفر اللہ خاں صاحب بھی بہت بلند و بالا معیار کے آدمیوں میں سے ہیں ان کے کردار اور عادات و اطوار کا میرے دل پر اب بھی گہرا اثر ہے

محترم گورنر صاحب نے فرمایا کہ ۱۹۴۸ء کے موقعہ پر انہوں نے مسلمانوں کے لئے بہت زیادہ جان لڑا کر محنت کی تھی لیکن مجھے افسوس ہے اور دکھ بھی کہ پاکستان کے مسلمانوں نے ان کی قدر نہیں کی حالانکہ وہ مسلمانوں کے بہت بڑے ہمدرد اور محسن تھے۔ لیکن احمدی و غیر احمدی کے مابین معمولی اختلاف کی وجہ سے وہاں کے مسلمانوں نے ان کی نہ صرف ناقدری کی بلکہ احسان فراموشی کرتے ہوئے ان کی مخالفت کی۔ جب میں اخبارات میں یہ خبر پڑھتا تھا تو مجھے بہت دکھ ہوتا تھا۔

اس پر ہم نے کہا کہ ان کے بلند کردار اور بے لوث خدمات ہی کی وجہ سے خدا تعالیٰ نے ان کے مقام کو ہمیشہ بلند ہی رکھا ہے اور کبھی بھی ان کے مقام کو گرنے نہیں دیا

ہم نے گورنر صاحب کے مختلف ممالک کا جو وہ جماعت احمدیہ اور اس کے مرکز کے ساتھ فرماتے رہے تھے ذکر کرتے ہوئے کہا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ فرمایا ہے کہ اللہ تعالےٰ نیکوکار کو کبھی ضائع نہیں کرتا۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

کبھی نصرت نہیں ملتی درِ مولیٰ سے گندوں کو
کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے نیک بندوں کو

محترم گورنر صاحب نے حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب کے برادر اصغر مکرم چوہدری محمد اسد اللہ خاں صاحب کی صحت کے بارے میں دریافت فرمایا۔

ہم نے دوران گفتگو محترم گورنر صاحب کی خدمت میں یہ درخواست پیش کی کہ ہم یہاں پر اپنی احمدیہ کی بعض ضروریات اور تعلیمات پیش کرنے کے لئے ایک جلسہ عام منعقد کرنا چاہتے ہیں

(باقی صفحہ پر)

جلسہ سالانہ قادیان

تاریخہائے انعقاد ۱۸-۱۹-۲۰ فتح ۱۳۴۹ ہش / دسمبر ۱۹۷۰ء

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بفرہ العزیز کی منظوری اور اجازت سے ۷۹ ویں جلسہ سالانہ قادیان کی تاریخہائے انعقاد ۱۸-۱۹-۲۰ فتح ۱۳۴۹ ہش یعنی ۱۸-۱۹-۲۰ ر دسمبر ۱۹۷۰ء رکھی گئی ہیں۔

جملہ عہدیداران جماعتہائے احمدیہ ہندوستان و مبلغین کرام سے درخواست ہے کہ اپنی اپنی جماعتوں کے سب دوستوں کو جلسہ سالانہ کی تاریخوں سے مطلع کیا جائے۔ تاکہ احباب زیادہ سے زیادہ تعداد میں ۱۸-۱۹-۲۰ فتح ۱۳۴۹ ہش مطابق ۱۸-۱۹-۲۰ دسمبر ۱۹۷۰ء کی تاریخوں میں جلسہ سالانہ قادیان میں شمولیت کرکے اس مقدس اور روحانی عظیم اجتماع کی برکات سے مستفیض ہو سکیں

اللہ تعالےٰ اپنے فضل و کرم سے زیادہ سے زیادہ احباب کو اس کی توفیق بخشے۔ آمین

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

ملک صلاح الدین ایم اے پرنٹر و پبلشر نے ریاض آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان
۶ ظہور ۱۳۴۹ ہش مطابق ۶ اگست ۱۹۷۰ء

بدرسوم کے خلاف جہاد

ماہرین طبیعیات نے بنی نوع انسان اور صفحۂ زمین پر بسنے والی دوسری حیوانی نباتی مخلوقات کی طرز بود و باش اور عادات و خصائل کا گہرا مشاہدہ کر کے ان دونوں کے درمیان جو مابہ الافتراق علل و اسباب متعین کئے ہیں۔ منجملہ ان اسباب کے ایک واضح اور بیّن سبب یہ بھی ہے کہ انسان کو طبعاً کچھ حدود اور قوانین کے اندر رہ کر زندگی بسر کرنے کی صلاحیت ودیعت کی گئی ہیں جبکہ دیگر تمام مخلوقات کو ان تمام حد بندیوں سے آزاد رکھا گیا ہے۔

مذہبی تعلیمات ہوں یا ملکی قوانین، سماجی اصول ہوں یا اخلاقی قواعد و ضوابط فی الحقیقت یہ سب انہی مابہ الافتراق علل و اسباب کی مختلف کڑیاں ہیں جن کی مدد سے ایک قابلِ رشک و قابلِ تقلید انسانی معاشرے کی تشکیل ہو سکتی ہے اور جو ہمیں قریباً ہر ماحول کے مطابق اپنے اپنے وسیع دائروں میں کسی قدر مختلف صورتوں کے ساتھ کارفرما نظر آتے ہیں

یہ تو تھیں وہ حد بندیاں جو اپنے اندر بتدریج ماحول کی وسعت کی حامل ہیں۔ ان سے ذرا ہٹ کر ایک کڑی اور بھی تو ہے جس کا دائرہ گو محدود سہی تاہم اپنی عظمت کے اعتبار سے وہ بھی بہت بڑی اہمیت کی حامل ہے اور وہ ہے "ہمارے اسلاف کا نیک و پاکیزہ طرزِ عمل"۔ جسے ہم اپنے بزرگان کی مخصوص روایات کے نام سے بھی تعبیر کرتے ہیں اور جن میں ہر انسان اپنے اپنے خاندان و برادری کی مخصوص اخلاقی و ثقافتی قدروں کے مطابق جکڑا ہوا نظر آتا ہے

یہ قدیمی روایات ہی تو ہیں جو ہمارے ذہنوں میں اپنی عظمتِ رفتہ کو تازگی عطا کرتی ہیں اور ہر آن اپنی جھلملاتی لَو سے تاریکیوں میں اُجالے بخشتی ہیں جن کا تصور ہمارے منجمد خون میں نئی حرارت اور نیا جوش بھر دیتا ہے اور ہم پھر سے اپنے آباؤ اجداد کے نقشِ قدم پر گامزن ہو جاتے ہیں ۔۔۔ کتنی عظمت حاصل ہے ان کو ۔۔۔ کیا آپ نے کبھی غور کیا ۔۔۔ ؟

عقلمندی تو یہ ہے کہ جہاں ہم زندگی کے دوسرے قواعد و ضوابط پر بطریق احسن عمل پیرا ہوں وہاں ہم ان اصولوں کو بھی ہمہ وقت مدِ نظر رکھیں جو ہمارے اسلاف نے اپنے نیک و پاکیزہ طرزِ عمل سے مرتب کئے ۔۔۔ مگر یاد رکھئے کہ یہ پاسداری بھی اس حد تک ہونی چاہیئے کہ برادری و خاندان کی یہ مخصوص روایات ان حد بندیوں سے مزاحم نہ ہونے پائیں جو ان سے کہیں زیادہ وسعت و اہمیت کی حامل ہیں۔ اور اگر کسی مقام پر ان کا باہمی تصادم ہو جائے تو بلاشک ہمیں اوّل الذکر کو غالب اور ان روایات سے دستکش ہو جانا پڑے گا تو کسی بھی صورت میں بدرسوم اور قید و بند کی بے جا زنجیروں سے زیادہ وقعت نہیں رکھتیں۔ جو موجودہ معاشرے کی گردن میں کسی بھی نوعیت کی غلامی کے طوقوں سے کم نہیں۔ اور جن کا اتار پھینکنا ہر سنجیدہ فہم انسان کا فرضِ اوّلین ہے۔ ورنہ ان کی بنیاد تو وراثت کے ان توہمات پر استوار کی گئی ہے جنہیں آج نہیں تو کل خود انقلاباتِ زمانہ پیوندِ زمین کر دیں گے۔

دورِ حاضرہ نے تہذیب و ثقافت اور ادب و شائستگی کے جو پیمانے ہمارے سامنے متعین کئے ہیں وہ ایک دوسرے سے کس قدر متضاد اور برعکس ہیں۔ کیا کبھی اس پہلو سے بھی آپ نے ان کا جائزہ لیا ہے ۔۔۔ ؟ ایک طرف مغربی تہذیب اپنی تمام تر بداعمالیوں اور رسوائیوں کے ساتھ کلیتہً آزاد اور اباحتی زندگی کا پرچم بلند کئے ہوئے نسل کو اپنی ثقافتی قدروں سے بغاوت اختیار کر کے اندھی و کورانہ تقلید کی دعوت دے رہی ہے تو دوسری طرف اہلِ مشرق کی ایک خاص تعداد آج بھی صدیوں پرانے فرسودہ رسوم و رواج اور دقیانوسی اعتقادات و خیالات سے چمٹی ہوئی ہے۔ انکار و خیالات میں یہ تضاد اور بُعدِ المشرقین بذاتِ خود ثبوت ہے اس بات کا کہ ہر دو طرزِ فکر اپنے فرائضِ منصبی کو فراموش کر کے افراط و تفریط کی پُرخطر راہوں پر گامزن ہیں اور یہ سب کچھ نتیجہ ہے ان صلاحیتوں اور استعدادوں کے غلط و بیجا استعمال کا جو قدرت نے انہیں روزِ ازل سے عطا کر رکھی تھیں

بلاشک مغربی تہذیب کی یہ بے راہ روی اور حیا سوزی ظاہری جذب و کشش کے باعث جس تیزی سے ہماری نئی نسل کو ذہنی غلامی کا شکار کر رہی ہے وہ ہمارے لئے کم فکر و تشویش کا باعث نہیں کہ نگاہ ذہنی غلامی ظاہری غلامی کی نسبت زیادہ خطرناک، زیادہ مہلک اور افراد و اقوام کے اخلاق کے لئے زیادہ تباہ کن ہے لیکن اس سے بھی زیادہ فکر و پریشانی کا موجب وہ فرسودہ رسوم و رواج اور دقیانوسی خیالات ہیں جو ہمارے معاشرے میں نشوونما پا کر ہماری روحانی، اخلاقی اور اقتصادی بنیادوں کو کھوکھلا کر رہے ہیں اور اگر فی الاصطلاح ہیں ان کی بھیانک تصویر کھینچی جائے تو بلاشک و شبہ یہ وہ کمر توڑ اور روح فرسا طوق ہیں جنہوں نے دوسری اقوام کے مقابلے میں ہماری کمروں کو خم اور پیشانیوں کو نیچا کر رکھا ہے۔ اور جن کی موجودگی میں ہم ترقی یافتہ اقوامِ تو درکنار، غیر مہذب و غیر شائستہ قوموں سے بھی نظر نہیں ملا سکتے۔

حیرانگی ہے اور افسوس بھی ۔۔۔ کہ وہ قوم جو بنی نوعِ انسان کو "زمین بسیر" کی طرف دعوت دینے پر مامور کی گئی تھی جس نے اپنے آقا و مطاع رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے مقصدِ بعثت کی اتباع و اشاعت ہی کو اپنا شعار بنایا تھا آج اسی قوم کے افراد خود نمائی و خود آرائی کے قابلِ نفرین جذبہ سے سرشار جھاڑ پھونک، گنڈے، تعویذ، قُل و چہلم، فاتحہ خوانی و بسم اللہ، اور سال گرہ جیسی خدا جانے کتنی بیہودہ رسوم اور بدعتوں کو اپنے سینوں سے لگائے مزعومہ خاندانی عزّ و وقار اور احساسِ ناز و فخر کا ڈھنڈورہ پیٹ رہے ہیں۔۔۔۔ ایسا بھی نہیں کہ وہ ان بدعتوں کی تباہ کاریوں اور ہلاکت آفرینیوں سے ناواقف ہوں۔ انہیں احساس ہے اور پورا پورا احساس ہے اپنی آنکھوں سے انہوں نے کتنے ہی رستے بستے گھرانوں کو تباہ و برباد ہوتے اور مزعومہ خاندانی قدروں کو پامال ہوتے دیکھا ہے۔ کتنے ہی شریف انسانوں کی عزتیں سربازار بکتی اور پگڑیاں اچھلتی دیکھی ہیں۔ مگر جب قوم کی قوم ہی اس سیلابِ بدتمیزی میں بہی چلی جا رہی ہو تو جبراً انہیں اس کارِ ثواب سے کیوں روکا جائے ۔۔۔ ؟ یہی ایک عذرِ نامعقول ہے جو انہیں بھی سمجھتے بوجھتے اور عواقب و انجام سے آگاہ ہوتے ہوئے بھی ناواقف محض بنے رہنے پر مجبور کئے ہوئے ہے۔

یہ محض اللہ تعالےٰ کا فضل و احسان ہے جس پر ہم جس قدر بھی شکر و امتنان کا اظہار کریں کم ہے کہ ہماری جماعت کے افراد ماسوا کسی استثناء کے ان بدعتوں اور رسوم و رواج سے بکلّی کنارہ کش ہیں۔ انہوں نے مامورِ وقت کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے جس طور سے اپنے جذبات و دیرینہ عادات و اطوار کو قربانی کے گھاٹ اتارا اور خاندان و برادری کی روایات سے کنارہ کشی اختیار کی ہے وہ بلاشبہ ہم سب کے لئے کسی بھی دنیوی جاہ و حشمت اور ناز و فخر کے گراں بہا خزانوں سے کم نہیں۔ اور کیوں نہ ہو جبکہ ہم علمبردار ہیں ایک عظیم نصب العین کے ۔۔۔ ایک روشن مستقبل ہے ہمارا ۔۔۔ اور معاشرے میں ایک حسین و پُرکشش انقلاب لانا ہی ہمارا مقصدِ زندگی ٹھہرایا گیا ہے ۔۔۔ بلاشک ایسے ایثار پیشہ اور فدائیت کے خوگر افراد کی یہ قربانیاں کبھی اکارت نہیں جا سکتیں بلکہ جلد ہی سرسبز و شاداب فصلوں کی طرح لہلہانے لگیں گی۔

آج کی اس نشست میں ہمارے مخاطب تو وہ احباب و خواتین ہیں جو تعداد میں تو "اشاذ کالعدم" کی حیثیت رکھتے ہیں مگر اس احساس سے نہی ہو کر اب بھی اپنی فرسودہ روایات اور بدرسومات کو گلے سے لگائے ہوئے ہیں کہ یہ چیزیں بھی تو اس اقرارِ بیعت کے منافی ہیں جو انہوں نے اپنی احمدیت کے آغاز میں خدا تعالےٰ کو حاضر و ناظر سمجھتے ہوئے اس کے محبوب مامور و مصلح کے ہاتھ پر یہ الفاظ کہتے تھا

"اتباعِ رسم اور متابعتِ ہوا و ہوس سے باز رہیگا اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلّی اپنے سر پر قبول کرے گا اور قال اللہ و قال الرسول کو اپنی ہر ایک راہ میں دستور العمل قرار دیگا"

ہر مخلص احمدی گھرانے کا فرض ہے کہ وہ اپنے اپنے ماحول میں اپنی روزمرہ زندگی کا اس جہت سے بھی جائزہ لے کہ آیا اقرارِ بیعت کی اس شرط کے مطابق وہ اتباعِ رسم و بدعت سے پاک رستے پر ہیں یا نہیں۔ خدائے قادر و توانا کو حاضر و ناظر جان کر اس نے جس عظیم انسانی مہم کا جوا اپنے کاندھوں پر رکھا تھا کیا اس کی طرزِ بود و باش اس کو اپنے فرائضِ منصبی سے دور تو نہیں لے جا رہی۔ اگر کوئی سوراخ ایسا ہے جس سے شیطانی وسوسے آپ کے ایمان و اخلاص پر حملہ آور ہو سکتے ہیں تو خدارا اسے جلد بند کیجئے کہ آپ کا محبوب آقا آپ کو خدا تعالےٰ کی توحید، اسلام کی عظمت اور سرورِ کائنات محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت و سربلندی کے قیام کے لئے ایک عظیم جہاد کی طرف دعوتِ عمل دے رہا ہے ذرا سنئے تو آسمانی قرنا کی پُرشوکت آواز آپ کو کیا کہہ رہی ہے :۔

"میں ہر احمدی کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ میں نے اللہ تعالیٰ کے منشاء کے مطابق اور اس جماعت احمدیہ میں اس پاکیزگی کو قائم کرنے کے لئے، جس پاکیزگی کے قیام کے لئے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام دنیا کی طرف مبعوث ہوئے تھے، ہر بدعت اور بدرسم کے خلاف جہاد کا اعلان کر دیا ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ آپ سب میرے ساتھ اس جہاد میں شریک ہوں گے اور اپنے گھروں کو پاک کرنے کے لئے شیطانی وسوسوں کی سب راہوں کو اپنے گھروں پر بند کر دیں گے۔" (خطبہ جمعہ ۲۳ جون ۱۹۶۷ء)

امید واثق ہے کہ بارگاہِ خلافت کی طرف سے صادر ہونے والا یہ پُرشوکت اور جلالی اعلانِ جہاد ہمیں اپنی طرزِ زندگی میں پاک تبدیلی لانے پر ضرور آمادہ کرے گا اور ہم اُن توقعات کو ہر ممکن طور پر پورا کرنے کی کوشش کریں گے جو ہمارے محبوب امام ہمام نے ہم سے وابستہ کر رکھی ہیں اللہ تعالےٰ ہمیں اسکی بیش از بیش توفیق عطا فرمائے۔ آمین برحمتک یا ارحم الراحمین

(انور)

موسموں کو نفاق کے خلاف جہاد میں بیداری چوکسی اور فراست کے ساتھ شیطان کا مقابلہ کرنا چاہیئے

مخلصین نصرت جہاں ریزرو فنڈ میں بہترین رنگ میں حصہ لیا اب وقت ہے کہ افریقہ کے لئے ڈاکٹر اور پیرا میڈیکل سٹاف بھجوانے کا انتظام کیا جائے

اسکاٹی ڈاکٹر اور پیرا میڈیکل سٹاف مغربی افریقہ میں کام کرنے کے لئے رضاکارانہ طور پر اپنی خدمات پیش کریں

خطبہ جمعہ از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۲۶ احسان ۱۳۴۹ ہش مطابق ۲۶ جون ۱۹۷۰ء بمقام مسجد مبارک ربوہ

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا:-

گرمی اور حبس کی وجہ سے میری طبیعت دو تین دن سے ٹھیک نہیں ہے۔ آنکھوں پر بھی اثر ہے۔ دوران سر اور درد سر بھی ہے۔ اگرچہ آج ہمت نہیں تھی لیکن میں نے آپ سے چند ضروری باتیں کہنی تھیں اس لئے اللہ تعالیٰ پر توکل رکھتے ہوئے یہاں آگیا ہوں۔ چند باتیں مختصراً کہوں گا۔ آپ سوچیں اور اس اختصار کو ہی بہت سمجھیں۔

پہلی بات تو میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ

آپ قرآن عظیم کو حرز جاں بنائیں

اس میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہر شعبہ زندگی کے متعلق ہدایت دی ہے۔ ہمارے لئے اس ہدایت کو سمجھنا اور اس پر چلنا ضروری ہے۔ اجتماعی زندگی کے متعلق اللہ تعالیٰ نے ہمیں بڑی وضاحت سے تنبیہ کی ہے کہ جب بھی کوئی سلسلہ قائم کرتا ہے تو شیطان کو اس بات کی بھی اجازت دیتا ہے کہ وہ نفاق کی صورت سے اس سلسلہ پر حملہ آور ہو۔ شیطان کے چیلے ایک منافق کی حیثیت سے الٰہی سلسلہ میں داخل نہیں ہوتے بلکہ وہ ایک "مصلح" کا جبہ پہن کر آتے ہیں۔ ان کا بزرگی اور تقدس اور اصلاح نفس کا نعرہ ہوتا ہے۔ ان کے ریا اور نفاق اور تکبر کے جبہ پر ہر طرف "اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ" لکھا ہوتا ہے۔ لیکن ان کے اس اصلاح کے نعرہ کے پیچھے جو

شیطنت اور نفاق

جھلک رہا ہوتا ہے ایک مومن کی فراست اسے بھانپ لیتی ہے۔ اور اس سے کسی صورت میں بھی جماعت مومنہ کو نقصان نہیں پہنچتا۔

یہ نفاق تو قیامت تک دور ہیں اور زیادہ بڑھتا جاتا ہے۔

اسلامی نظام پر نظر ڈالیں

تو آپ کو معلوم ہوگا کہ جہاں جہاں بھی اللہ تعالیٰ نے اسلام کو مستحکم بنیادوں اور مسلمانوں کے پاؤں کو مضبوطی سے قائم کیا وہیں شیطان نے نفاق کے جال کو زیادہ ہوشیاری کے ساتھ بچھایا اور جب بھی امت مسلمہ کے ان افراد نے بیداری اور چوکسی اور ہمت اور فراست کے ساتھ نفاق کا مقابلہ نہیں کیا اسلام کی عظمت اور اس کی شان باقی نہ رہی۔ (مسلمان کی عظمت کہنا چاہیئے کیونکہ

اسلام کی عظمت اور شان

تو قائم ہے آسمان پر بھی اور زمین پر بھی) مسلمان کی شان باقی نہ رہی۔

پس ہم نے نہایت ہوشیاری کے ساتھ، نہایت فراست کے ساتھ اس محاذ پر شیطان کا مقابلہ کرنا ہے۔ اعلان اور دعوے تو یہی ہوگا کہ

اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ

لیکن ہمارا جواب (اللہ تعالیٰ کی زبان میں) یہی ہوگا

اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ

کہ تم ہی فساد ہو۔ تم بزرگی اور تقدس اور صالحیت کے جامہ میں اپنے نفاق کو چھپا نہیں سکتے۔

دوسری بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ میں نے

نصرت جہاں ریزرو فنڈ

کا اعلان کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کے مخلصین نے اس وقت تک اس پر بہترین رنگ میں لبیک کہا ہے۔ کل شام کی جو رپورٹ ہے اس کے مطابق ساڑھے بارہ لاکھ روپے کے قریب وعدے ہو گئے ہیں اور قریباً سوا لاکھ ڈیڑھ لاکھ روپے نقد آگئے ہیں (اب جبکہ یہ خطبہ شائع ہو رہا ہے وعدے بیس لاکھ تک پہنچ چکے ہیں اور قریباً اڑھائی لاکھ روپیہ نقد وصول ہو چکا ہے۔ الحمد للہ۔ ادارہ) نقد اس لئے کم جمع ہوئے ہیں کہ میں نے نومبر تک مہلت دے رکھی ہے لیکن جو دوست اس وقت ادا کر سکتے ہوں انہیں ادا کر دینا چاہیئے نومبر کا انتظار نہیں کرنا چاہیئے نومبر تک کی مہلت تو زیادہ تر زمیندار بھائیوں کی سہولت کے لئے دی گئی ہے تاکہ انہیں قرضے لے کر اس مد میں رقم ادا نہ کرنی پڑے۔ کیونکہ جب خریف کی فصلیں آئیں گی تو اس وقت ان کی مالی حالت ایسی ہوگی کہ وہ سہولت کے ساتھ یہ قربانی دے سکیں گے۔ غرض ان (زمینداروں) کو مدنظر رکھتے ہوئے نومبر تک کی مہلت دی گئی ہے۔ بعض اور دوست بھی ایسے ہو سکتے ہیں جو اپنی مجبوریوں کی وجہ سے اس مہلت سے فائدہ اٹھا لیں۔ لیکن جو دوست آج ادا کر سکتے ہیں انہیں کل کا انتظار نہیں کرنا چاہیئے۔

اسی سلسلہ میں

ایک اور بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں

کہ انگلستان کی جماعت اس مد میں فضل عمر فاؤنڈیشن سے دوا ڑھائی گنے زیادہ رقم دے سکتی ہے تو میری غیرت اور آپ کی غیرت یہ نہیں پسند کرے گی کہ ہم لوگ انگلستان کی جماعت سے پیچھے رہ جائیں اس نے اس مد میں پاکستان کا حصہ فضل عمر فاؤنڈیشن کے چندہ سے دوا ڑھائی گنا زیادہ ہونا چاہیئے۔ اگر دوست توجہ کریں اور اللہ تعالیٰ ہم پر فضل اور رحم فرمائے تو ہم یہ جنتر سی قربانی اس کے حضور پیش کر دیں گے اور اپنے رب سے یہ کہہ سکیں گے کہ اے ہمارے پیارے محبوب رب کریم! ہم نے تیری رضا کے حصول کے لئے

یہ حقیر سی قربانی

دی اور تو نے جو یہ اظہار کیا ہے کہ مومن کا ہر قدم پہلے سے آگے ہی پڑتا ہے اس کے مخاطب ہم نے کوشش کی۔ تو جو تمام خزانوں کا مالک ہے تو ان نہایت حقیر قربانیوں کو قبول کر اور ہمیں اپنی رضا کے عطر سے ممسوح کر

تیسری بات جو میں کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ علاوہ مال کے (جو ضرورت کے لحاظ سے بہت تھوڑا ہے۔ لیکن بہرحال اللہ تعالیٰ ہمیں جتنی توفیق دیتا ہے ہم وہی اس کے حضور پیش کر سکتے ہیں۔ ہمیں

آدمیوں کی بھی ضرورت ہے

اس کے متعلق میں آج یہاں غالباً پہلی دفعہ یہ اپیل کر رہا ہوں۔ انگلستان میں جب میں نے تحریک کی تو وہاں کے بعض بڑے بڑے تعلیمیافتہ اور اونچی ڈگریاں لینے والے احمدی ڈاکٹروں نے افریقہ میں کام کرنے کے لئے رضاکارانہ طور پر اپنی خدمات پیش کر دیں

بہرحال ہمیں کم سے کم ۳۰ ڈاکٹروں اور ۷۰-۸۰ نرسز کی ضرورت ہے۔ ہمارا ایم بی بی ایس ڈاکٹر بھی وہاں کام کر سکتا ہے۔ ایسے ڈاکٹر وہاں اس وقت کام کر رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑے کامیاب ہیں۔ ٹیچنگ لائن میں ایک بی اے

جس نے ٹریننگ حاصل کی اور جو بی ایڈ کہلاتا ہے۔ اسے وہ لوگ زیادہ پسند کرتے ہیں۔ اور ایک ایم ایس سی اور ایم اے کی نسبت اس کے لئے جلدی اور سہولت سے پروٹیل جاتا ہے۔ غرض بی اے۔ بی ایس سی جس نے ٹریننگ بھی حاصل کی ہو تو سے وہاں کی حکومتیں ترجیح دیتی ہیں اس کے مقابلے میں اگر کوئی محض ایم اے یا ایم ایس سی ہو اور ٹریننگ حاصل نہ کی ہو اسے وہ اقوام ٹریننگ لائن میں رفعت کی نگاہ سے نہیں دیکھتیں البتہ جس نے ایم اے ایم ایس سی کے ساتھ ٹریننگ بھی کی ہو وہ تو اور بھی اچھی بات ہے۔

یہاں پاکستان میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر سال سینکڑوں ہزاروں احمدی نوجوان بی اے، بی ایس سی اور ایم اے ایم ایس سی کا امتحان پاس کرتے ہیں ان سینکڑوں ہزاروں میں سے اس وقت ہمیں ۷۰۰ ۸۰۰ نوجوانوں کی ضرورت ہے جو

اللہ تعالیٰ کی راہ میں زندگی وقف کریں

جو دوست وہاں جاتے ہیں وہ اکثر جگہ (ہر جگہ تو نہیں کیونکہ جہاں نئے سکول کھولیں گے وہاں ہم اتنا گزارہ نہیں دیں گے) لیکن وہ سیرالیون میں مثلاً یہاں یونیورسٹی کے پروفیسروں جتنی تنخواہ پاتے رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا ثواب بہرحال اس پر زائد ہے۔ لیکن وہ اللہ تعالیٰ کی اس رحمت کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ ان ملکوں کا دورہ کرتے وقت میرا احساس یہ رہا ہے کہ ہمارے مبلغوں سے ہمارے ٹیچرز کسی لحاظ سے بھی کم نہیں ہیں۔ وہ بڑے پیار اور تندہی سے کام کرنے والے ہیں۔ مجھے شرم سے یہ اظہار کرنا پڑتا ہے کہ ان لوگوں کا کام اپنی سنجیدگی اور متانت کے لحاظ سے، اپنی

ذمہ داری کے احساس کے لحاظ سے

اور جو وقت وہ خرچ کر رہے ہیں اس کے لحاظ سے، اور جو اثر وہ اپنے قلیہ پر پیدا کر رہے ہیں اس کے لحاظ سے۔ غرض بہت سی باتوں میں وہ تعلیم الاسلام کالج سے بھی زیادہ اچھے ہیں۔ اور یہ شرم کی بات ہے ہمارے مرکز کے سارے تو نہیں لیکن بعض اساتذہ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ گیٹیں ہانکنے کے لئے پیدا ہوئے ہیں۔ اور اگر سٹاف روم میں بیٹھ کر گپیں ہانکتے رہیں تو گویا انہوں نے اپنا فریضہ ادا کر دیا۔ انہیں بھی شرم آنی چاہیئے [illegible] شرم آ رہی ہے جو سات سمندر [illegible] جا رہے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے

سے دنیا بھی وہی فائدہ کا دماغ خراب ہو سکتا تھا جیسا کہ دنیا داروں کا ہو جاتا ہے۔ لیکن

اللہ تعالیٰ کے فرشتوں نے

ان کے ذہنوں کو سنبھالا۔ وہ بالکل بے نفس ہیں۔ یعنی پیسہ ان کو مل رہا ہے وہ بڑی محنت اور اخلاص سے وہاں کام کر رہے ہیں۔ غلبہ میں اتنا ڈسپلن ہے کہ آدمی حیران ہو جاتا ہے ہمارے تعلیم الاسلام کالج کے مقابلہ میں وہاں کے غلبہ میں زیادہ ڈسپلن ہے۔ حالانکہ ان میں سے بہت بڑی تعداد غیر احمدیوں، عیسائیوں اور مشرکوں کے بچوں کی ہوتی ہے۔ عیسائیوں اور مشرکوں میں سے بہت سے ماں باپ کہتے ہیں کہ وہ ہمارے سکولوں میں اپنے بچوں کو اس لئے داخل کرانا چاہتے ہیں کہ وہ سمجھتے ہیں ہمارے سکولوں میں ان کے بچے خراب نہیں ہوں گے۔ لیکن کیا ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہمارا بچہ تعلیم الاسلام کالج میں داخل ہو کر خراب نہیں ہوگا؟ سوال میں کر دیتا ہوں، جواب آپ خود سوچ لیں۔

پھر وہاں

بڑی خوبی کی بات یہ ہے

کہ (یہاں عام طور پر سٹاف کے ممبر آپس میں لڑتے رہتے ہیں۔ مگر) وہاں سٹاف کے ممبروں میں غیر احمدی بھی ہیں، عیسائی بھی ہیں اور بعض غیر ملکی بھی ہیں لیکن ان میں آپس میں بڑا پیار ہے۔ کوئی لڑائی جھگڑا نہیں۔ بڑی امن کی فضا ہے۔ اور اس پُرامن فضا کے پیدا کرنے میں ہمارے یہاں کے پاکستانی اساتذہ کا بڑا حصہ ہے جن میں سے (ساری جگہوں پر تو نہیں لیکن) بہت سے پرنسپل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں بڑے اچھے دل اور دماغ اور جذبات اور احساسات دئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں استقامت بخشے اور اپنی برکات سے نوازے جو ڈاکٹر اس وقت وہاں کام کر رہے ہیں وہ بھی بہت اخلاص سے کام کر رہے ہیں۔ ہمارے ہسپتال سیرالیون میں مثلاً فری ٹاؤن میں ہمارے تین ہسپتال سیرالیون میں ایک گیمبیا میں ہے اور یہاں بہت سارے کھولنے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا جو منشاء مجھے معلوم ہوا ہے وہ یہ ہے کہ ہمیں پہلے ہسپتال کھولنے کی طرف توجہ دینی چاہیئے۔ کیونکہ یہ بڑا غریب ملک ہے۔ اور بیماری میں انسان ویسے ہی قابل رحم بن جاتا ہے۔ وہ بیمار ہوتے ہیں تو انہیں وہاں کوئی معمولی طبی امداد دینے والا بھی نہیں ہوتا۔

میں نے بتایا تھا

کہ سارے گیمبیا میں ایک بھی آئی سپیشلسٹ Eye Specialist نہیں۔ وہاں جس بیچارے کی آنکھیں خراب ہو جائیں وہ اپنی آنکھیں دکھانے کے لئے پاسپورٹ لے کر کئی سو میل دور سینیگال کے دارالخلافہ ڈاکار جاتا ہے۔ پھر اگر اسے عینک لگنی ہو تو وہ واپس آ کر جس ممبر کی اسے عینک لگنی ہوتی ہے اسے خط لکھ کر لنڈن سے منگوانی پڑتی ہے اور جو عینک یہاں آٹھ دس روپے میں بن جاتی ہے وہاں اس کے اوپر ۱۰۰ روپے سے بھی زیادہ رقم خرچ کرنی پڑتی ہے

پس وہاں ایسے علاقوں کے علاقے پائے جاتے ہیں جہاں کوئی ڈاکٹر نہیں۔ گامبیا میں ایک پیرامائونٹ چیف کئی سو میل سے مجھے ملنے آیا اور ایک ایم پی۔ ہر کو اپنے ساتھ سفارشی بنا کر لایا۔ وہ کہنے لگا کہ ہمارے علاقہ میں طبی امداد کا کوئی انتظام نہیں

آپ ہمارے ساتھ محبت کا سلوک کریں

ہمارے علاقے میں طبی مرکز کھولیں۔ میں نے اس سے وعدہ کیا کہ ٹھیک ہے کھولیں گے ان کے ساتھ جو ایم پی تھا وہ کہنے لگا کہ جو دفتری کارروائی ہے جسے ہم سُرخ فیتہ کہتے ہیں اس کی ذمہ داری میں لیتا ہوں

ہم وہ قوم نہیں ہیں جسے اپنی کامیابی کے لئے ملکی قانون توڑنے کی ضرورت پڑے ہم ملکی قانون کے پابند رہنے کے باوجود اللہ تعالیٰ کے فضل سے ترقیات کرتے چلے آئے ہیں اور کرتے چلے جائیں گے۔ کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر ہے۔ کوئی دنیوی طاقت اس کے رستے میں روک نہیں بن سکتی۔

پس

نوجوانوں کو بھی آگے آنا چاہیئے

وہ نیک نیتی سے اپنے نام پیش کریں۔ پھر ان میں سے ہم انتخاب کریں گے اور مختلف ملکوں میں ان کے کاغذ بھیجیں گے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ یہ کام اس سال کے اندر اندر ہو جائے۔ جیسے ایک طبی امداد کے مرکز کے لئے شروع میں یہ بھی ضروری نہیں کہ وہاں ہم اپنا کلینک بنا ئیں۔ یا اپنی عمارت ہو۔ کوئی مکان کرایہ پر لے کر ہم اپنا کام شروع کر سکتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ توفیق دے گا اور دے رہا ہے۔ دلوں کے جو بٹوے ہیں ان کو اس نے کھول دیا ہے۔ کیونکہ جب تک دل کا منہ نہ کھلے اس وقت تک کسی کی جیب کے بٹوے کا منہ نہیں کھلا کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی راہ میں قربانی کے لئے دلوں کے بٹوؤں کے منہ کھول دئے ہیں

میں نے پہلے بھی کہا ہے اور اب بھی کہتا ہوں کہ

مجھے اس بات کی فکر نہیں کہ پیسہ کہاں سے آئیگا

اور آئے گا بھی یا نہیں پیسہ یقیناً آئے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تو جماعت سے قربانیاں مانگ وہ قربانیاں دے گی۔ انگلستان میں بھی میں نے یہی کہا تھا کہ جب خدا تعالیٰ نے میرے منہ سے یہ کہلوایا ہے کہ دس ہزار پاؤنڈ میرے جانے سے پہلے جمع ہو جائیں گے تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ جمع نہ ہوں۔؟ میرے منہ سے جو بات نکلی ہے خدا تعالیٰ خلافت کی غیرت کی وجہ سے اسے پورا کرے گا اور اس نے اپنے فضل سے پورا کر دیا۔ یہ

اللہ تعالیٰ کی عجیب شان ہے

۶۷ء کی بات ہے۔ میں غالباً پہلے بھی بتا چکا ہوں۔ ایک موقع پر جب مجھ سے بارہ (یا پادریوں) اور ایک ایسوسی ایشن تھی (اس کے) نمائندے اکٹھے ملنے آئے تھے تو ایک شخص کے متعلق بے خیالی سے ہی میرے منہ سے نکل گیا کہ تمہیں مذہبی قانون آتا ہے (وہ پادری جو کالج کی بحثی کر رہا ہے) تم اسے جواب دو۔ میں جواب نہیں دوں گا۔ جس بات میرے منہ سے یہ فقرہ نکل گیا تو فوراً مجھے یہ احساس ہوا کہ مجھے تو پتہ ہی نہیں کہ اسے مذہبی قانون آتا ہے یا نہیں۔ اگر اس نے آگے سے یہ جواب دے دیا کہ مجھے مذہبی قانون نہیں آتا تو یہ میرے لئے شرمندگی کا باعث ہوگا۔ لیکن ہوا یہ کہ اسے مذہبی قانون آتا تھا۔ بعد میں وہ کمال یوسف صاحب سے کہنے لگا کہ میں حیران ہوں کہ حضرت صاحب کو کیسے پتہ لگ گیا کہ مجھے مذہبی قانون آتا ہے۔ کیونکہ میں اس وقت ایک اور آدمی کے بیمار ہو جانے کی وجہ سے عین آخری وقت میں شامل کیا گیا ہوں۔ اور میں یہ نہیں سوچ سکتا کہ میرے متعلق علم حاصل کر لیا ہو۔ کیونکہ میرا وہاں آنے سے ایک دو گھنٹے پہلے شامل ہوا ہوں۔ پس وہ حیران تھا

اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کو

اس طرح بھی دکھاتا ہے۔ اس نے جیسے یہ کہا کہ میں نے خلافت کو اپنی برکتوں اور رحمتوں کے نزول کے لئے قائم کیا ہے تو دنیا جو مرضی سمجھتی رہے۔ اپنے یا غیر جو مرضی کہتے رہیں اللہ تعالیٰ کی برکات اور رحمتیں تو خلافت کے ساتھ وابستہ ہیں وہ اپنے بے شمار فضل جماعت پر نازل کر رہا ہے۔ مناقع از فضول کو بچا کر رکھتا اور جلتا اور اندر ہی اندر گھٹتا ہے

دوسرے مخالفین کو بھی یہی کہا گیا ہے اور زمانہ کے مخالفین کو بھی یہی کہا گیا ہے

"مُوتُوا بِغَیْظِکُمْ"

اس کا ترجمہ یہ ہوگا کہ تم اپنے غصہ میں جلو مرو اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے قائم کردہ سلسلہ کو تمہاری کیا پرواہ ہے۔ یہ عظیم نشان جس کے ہزاروں کروڑوں پہلو ہیں یہ عظیم نشان جماعت کے اندر نظر آرہا ہے۔ خدا تعالیٰ اپنی پوری شان کے ساتھ اور اپنی تمام صفات کے جلووں کے ساتھ ہم پر جلوہ گر ہے۔ اس واسطے بغض و عناد کے جو دھوئیں ہمارے سامنے آتے ہیں ان کی حقیقت ایک مُردہ مچھر کی بھی نہیں ہے۔ ہر احمدی کو یہ سمجھنا چاہیئے کہ مچھر بھی تو ہیں آکر کاٹتے ہیں اور بخار چڑھا دیتا ہے لیکن اس سے کیا فرق پڑتا ہے؟ ہزاروں مچھر کاٹتے ہیں مگر جسے اللہ تعالیٰ زندہ رکھنا چاہتا ہے اسے زندہ رکھتا ہے پس جو الٰہی سلسلہ کا وجود ہے کیا وہ مچھروں کے کاٹنے سے نقصان اٹھائے گا؟ یہ بات تو عقل میں نہیں آتی۔ بہرحال

اللہ تعالیٰ کے فضل نازل ہو رہے ہیں

ان کے حاصل کرنے کا دروازہ آپ کے لئے کھلا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا آپ کو موقع دے دیا ہے۔ آپ اسے کے فضلوں اور اس کی رحمتوں کو حاصل کریں اور اس کے پیار اور اس کی رضا کے وارث بنیں۔ یہ دنیا اور اس دنیا کے اموال اور اس کی عزتیں ہیں کیا شئی ہے؟ اللہ تعالیٰ کی آنکھ میں ایک سیکنڈ کے لئے اس کی محبت کا جلوہ دیکھ لینا اتنی عظیم چیز ہے کہ ساری دنیا اور اس کی ساری دولتیں اور عزتیں اس پر قربان کی جا سکتی ہیں۔ ہم پر اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایسے ہزاروں دوست ہیں جو حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ کے نتیجے میں اور آپ کے محبوب ترین روحانی فرزند مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی برکات اور فیوض کے طفیل اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں پیار اور محبت اور رضا کا جلوہ دیکھ رہے ہیں۔ پس

جو دوست اپنا نام پیش کریں گے

(مجھے یقین ہے کثرت سے نام پیش کریں گے) وہ اپنے کوائف وغیرہ کے متعلق "مجلس نصرت جہاں و کالت تبشیر تحریک جدید" کو مطلع کریں (ایک دوسری کمیٹی بھی بنائی گئی ہے جو مالی کمیٹی کہلاتی ہے۔ مگر یہ انتظامی کمیٹی کہلاتی ہے) یہاں سے جو پہلے ڈاکٹر گئے ہیں ان کے متعلق خط و کتابت ہوتی رہی ہے اسے دیکھ کر (اس انتظامی کمیٹی کے ممبر) اخبار میں شائع کر دیں گے کہ اس قسم کے ڈاکٹروں کی ضرورت ہے۔ پس ہمیں فوری طور پر کوائف چاہئیں۔ وہ آپ جلد بھجوا دیں۔ تاکہ ہم حسب ضرورت اجازتیں لیتے چلے جائیں ممکن ہے بہت زیادہ آدمیوں کی طرف سے درخواستیں آجائیں۔ اس وقت جتنے آدمیوں کی ضرورت ہوگی انہیں بھیج دیں گے پھر باقیوں کو بھی اگر کبھی سال ضرورت ہوئی تو اس وقت بھیج دیں گے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ جماعت کو دعاؤں کے ساتھ اور تدبیر کے ساتھ

اللہ تعالیٰ سے یہ توفیق مانگنی چاہیئے

کہ ہم کم از کم تیس ہسپتالز (یعنی طبی امداد کے مراکز) اس سال کے اندر کھول دیں یہ کام بڑا ہی ضروری ہے۔ بعض تفاصیل ہیں وہ تو میں اس وقت نہیں بتاؤں گا۔ لیکن یہ مسئلہ اتنا اہم ہے کہ آپ اس کا اندازہ نہیں کر سکتے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہمارے نوجوانوں کے دل بھی اور ہمارے بزرگ ڈاکٹروں کے دل بھی اس خدمت کے لئے کھول دے اور تیار کر دے اور ان کے دل میں خدمت کا جذبہ پیدا کر دے۔ جو دوست وہاں جائیں وہ یہ یاد رکھیں کہ وہ دنیا کمانے کے لئے نہیں جا رہے بلکہ اپنے رب کو راضی کرنے کے لئے جا رہے ہیں اور اس کی

مخلوق کی خدمت کرنے کے لئے

جا رہے ہیں۔ پس ان لوگوں سے پیار کریں ان سے ہمدردی رکھیں جب کوئی بیمار آپ کے پاس آئے یا آپ کسی بیمار کے پاس جائیں تو آپ اس سے نہایت خندہ پیشانی سے اور ہمدردانہ طریق سے پیش آئیں۔ ایک اچھے اور نیک ڈاکٹر کی تو باتیں بھی آدھی مرض کو دور کر دیتی ہیں۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد کے مطابق ان کے لئے بہت دعائیں کریں اور یہ ایک عظیم فرق ہے ایک اچھے ڈاکٹر اور اس ڈاکٹر میں جو ابھی احمدی نہیں۔ ایک احمدی ڈاکٹر اپنے مریض کی صرف تشخیص ہی نہیں کرتا یا اسے دوا ہی نہیں دیتا بلکہ اس کے لئے دعائیں بھی کرتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ اس کے کاموں میں برکت ڈالتا ہے جس کے نتیجہ میں ان مریضوں کے دلوں میں محبت پیدا کرتا ہے۔ ہم نے دنیا کے دل خدا اور اس کے رسول کے لئے اپنی محبت اور پیار اور خدمت اور ہمدردی اور غمخواری اور مساوات کے جذبہ سے جیتنے ہیں۔ یہ ہمارا فرض ہے۔ پس

ہر ڈاکٹر کو یہ احساس ہونا چاہیئے

کہ وہ کس غرض کے لئے وہاں گیا ہے پھر اللہ تعالیٰ ان کے ہاتھ میں شفا بخشے گا۔

اس وقت جو ڈاکٹر وہاں گئے ہیں میں عام طور پر ان کے لئے دعائیں کرتا ہوں۔ مثلاً ڈاکٹر سعید ابھی تھوڑا عرصہ ہوا ہے وہاں گئے ہیں میں نے انہیں بھجوایا تھا۔ ان دنوں میرے دل میں خاص طور پر یہ جذبہ تھا میں نے بڑی دعا کی کہ اے اللہ! تیری راہ میں یہ شخص سات ہزار میل دور جا رہا ہے تو اپنے فضل سے اس کے ہاتھ میں شفا بخش دے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ میں شفا بخش دی اور وہاں وہ بڑے کامیاب ڈاکٹر ہیں۔ پس کم از کم ۳۰ ڈاکٹروں کی ضرورت ہے (اور مجھے امید ہے اس سے زیادہ ہو جائیں گے) کچھ تو انگلستان میں پڑھنے والے ڈاکٹروں میں سے بھی بعض نے اپنی خدمات پیش کی ہیں لیکن میں نے بتایا ہے کہ ہمارے پاس سب کے نام آ جانے چاہئیں۔ پھر ہم ان میں سے انتخاب کریں گے۔ ان کی Qualification (کوالیفیکیشن) دیکھیں گے۔ اور اسی طرح دوسرے کوائف مثلاً عمر اور عادات وغیرہ وغیرہ ہزاروں باتیں ہیں۔ یہ سب دیکھ کر پھر ان کو وہاں بھجوا دیں گے۔ ویسے وہاں بڑا ہی مخلص دل ان کا جانا چاہیئے جس کے اوپر ہم پورے طور پر اعتماد کر سکیں۔ مثلاً نائیجیریا میں ہمارے ایک ہسپتال کے متعلق میں نے بتایا تھا کہ انہوں نے پندرہ ہزار پونڈ سے زیادہ کی سیونگ کی۔ وہاں ان پر کسی قسم کا دباؤ نہیں ہوتا۔ بس اخلاص سے وہ ہر مہینے رقم آپ ہی بھیج دیتے ہیں سارے میڈیکل سنٹرز کا یہی حال ہے۔ وہ لکھ دیتے ہیں کہ ہمارے سارے اخراجات کے بعد یہ رقم بچی ہے اسے ہم بھجوا رہے ہیں پس

ہمیں اس قسم کے آدمیوں کی ضرورت ہے

کیونکہ جو رقم بچتی ہے وہ کسی کی ذات پر تو خرچ نہیں ہونی۔ ان ملکوں پر خرچ ہونی چاہئے اور میرا اندازہ یہ ہے کہ اگر گیمبیا میں مثلاً چار میڈیکل سنٹرز کھل جائیں تو ہم وہاں ہر سال ایک نیا ہائی سکول کھول سکتے ہیں۔ ہم نے ان دونوں میدانوں میں متوازی طور پر بڑی سرعت کے ساتھ آگے بڑھنا ہے۔ لیکن وہاں پہلے طبی امداد کے مراکز کھلنے چاہئیں۔ دوست اپنے نام پیش کریں۔ اور محمد اسمٰعیل صاحب منیر جو متعلقہ کمیٹی کے سیکرٹری مقرر کئے گئے ہیں وہ مطلوبہ کوائف کے متعلق اخبار میں اعلان کرائیں اور بار بار اعلان کرائیں میرے خیال میں ہمارے احمدی ڈاکٹروں کی ایک مجلس بھی ہے اس کی میٹنگ بھی بلائیں پھر انہی کے سپرد کریں گے کہ سب کے کوائف کو مدنظر رکھ کر منتخب کریں کہ کون زیادہ موزوں ہے ویسے تو بعض دفعہ بظاہر ایک ناموزوں انسان بھی جب وہاں چلا جاتا ہے تو اگر وہ دعا کرنے والا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی قابلیت بھی بڑھا دیتا ہے۔ کیونکہ

اللہ تعالیٰ ہی سرچشمہ ہے علوم کا

اور قابلیت کا۔ شفا بھی اس کی ہے۔ باقی تو اس دنیا میں سب پردے ہیں جن کے پیچھے ہمیں اس کی صفات کے جلوے نظر آ رہے ہیں۔

آج میں نے تین باتیں کہی ہیں۔ ایک یہ کہ آپ کی فراست اور بیداری سے منافق کو پتہ لگ جانا چاہیئے کہ نفاق اس سلسلہ میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ دوسرے یہ کہ میں نے جو "نصرت جہاں ریزرو فنڈ" قائم کیا ہے اس میں اس وقت تک انگلستان کی جماعتیں سب سے آگے نکلی ہوئی ہیں اس وقت تک کسی نے اسلئے کہا ہے کہ اس فنڈ کے متعلق میں نے پہلے ان سے اپیل کی تھی لیکن خدا کرے کہ صرف یہی وجہ ہو۔ اس کے علاوہ اور کوئی وجہ نہ ہو۔ اور آپ جلدی سے آگے نکلنے کی کوشش کریں اور تیسری بات میں نے یہ کہی ہے کہ احمدی ڈاکٹر اور نرسیں اور ٹیچرز رضاکارانہ طور پر اپنی خدمات پیش کریں اور ان دو دنیا کی حسنات کے وارث ہوں جیسا کہ میں نے فنڈ میں بھی کہا تھا آپ کو بھی وہی بات کہہ دیتا ہوں۔ آپ رضاکارانہ طور پر اپنی خدمات پیش کریں۔ ورنہ اگر رضاکارانہ طور پر جو خدمات پیش کی گئیں اگر ضرورت کے مطابق نہ ہوئیں تو پھر میں حکم دوں گا اور اس صورت میں آپ کیلئے دو راستے کھلے ہوں گے یا جماعت کو چھوڑ کر علیحدہ ہو جائیں یا پھر خلافت کی اطاعت کریں اور آپ خلافت کی ضرورت کو تسلیم کریں گے۔ اللہ تعالیٰ رضاکارانہ خدمت اور ایک وہ خدمت جس میں کچھ مجبوری کا اثر بھی ہو اس خدمت میں ہماری عقل زاللہ تعالیٰ کو پتہ نہیں کیا منظور ہوتا ہے ضرور فرق کرتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کے ایسے اعمال کی توفیق بخشے جن سے وہ راضی ہو جائے۔ اور جس کے نتیجہ میں اس کا وہ وعدہ پورا ہو جو اس نے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تھا اور جس کے پورا کرنے کیلئے اس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا تھا اور وہ یہ ہے کہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی فیوض

کے نتیجہ میں مہدی معہود کے زمانہ میں تمام اقوام عالم کو اخوت اور برادری کے سلسلہ میں پرو دیا جائیگا۔ یہ وہ عظیم وعدہ ہے جو ہمیں دیا گیا ہے اور یہ وہ عظیم وعدہ ہے جس کے پورا ہونے کے آثار اسلام کے افق پر آج ہمیں نظر آ رہے ہیں اور خدا تعالیٰ نے جو یہ وعدہ کیا ہے وہ اسے ضرور پورا کرے گا سوال صرف یہ ہے کہ اس وعدہ کے پورا کرنے کیلئے وہ ہم سے جو قربانیاں مانگتا ہے کیا ہم اس کی منشاء کے مطابق اس کی رضا کے حصول کے لئے اس قدر قربانی پیش کر دینگے؟ جتنی وہ چاہتا ہے کہ ہم پیش کریں گے تو آپ یہ یاد رکھیں کہ خدا تعالیٰ نے ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ یہ بشارت دی ہے کہ ہم پر بھی ہمارا رب کریم اسی طرح فضل فرمائے گا جس طرح اس نے صحابہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنے فضلوں اور رحمتوں کی بارش برسائی تھی۔ اس سے بڑھ کر ہمیں کوئی بشارت نہیں مل سکتی اور اس سے بڑھ کر کوئی انسان اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا وارث نہیں بن سکتا۔ پس آج وقت ہے دنیا دنیا کے کاموں میں محو اور غافل ہے۔ آپ خدا کیلئے اپنی غفلتوں کو چھوڑ کر اس کی اس عظیم بشارت کے وارث بننے کی سعی کریں

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

مجلسِ ارشاد کے اجلاس میں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کا بصیرت افروز خطاب

علم کی بنیاد قرآن کریم کی اس تفسیر پر ہونی چاہیئے جو حضرت مسیح موعود نے بیان فرمائی

مورخہ ۶/ ۱۳ بعد نماز مغرب مسجد مبارک ربوہ میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زیر صدارت مجلس ارشاد کا اجلاس منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد مکرم سید محمود احمد صاحب ناصر نے "کلیسیا کی طاقت کا نسخہ" (الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام) کے موضوع پر، اور مکرم ملک سیف الرحمٰن صاحب نے "اسلام میں اجتہاد اور اس کی شرائط" کے موضوع پر اور مکرم مسعود احمد خاں صاحب دہلوی نے "اسلام کے دورِ اول میں منافقین کے فتنے از روئے قرآن مجید" کے موضوع پر تقاریر کیں۔ اس کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے زرّیں خطاب سے سامعین کو نوازا۔ حضور کے ارشادات افادۂ احباب کے لئے درج ذیل کئے جاتے ہیں:۔

ایڈیٹر

حضور نے فرمایا:۔

آج جو تین تقاریر ہوئی ہیں۔ یا یوں کہنا چاہیئے کہ

جو تین مقالے پڑھے گئے ہیں

ان میں سے پہلا مقالہ بڑا لطیف تھا۔ ایک نئے زاویہ سے، ایک نئے رنگ میں، عزیزم مکرم سید محمود احمد صاحب ناصر نے اس الہام کی تشریح اور وضاحت کی ہے۔ دوسرا مضمون جو اجتہاد پر تھا۔ اس کا ایک حصہ تو پڑھ کر نہیں سنایا گیا اس لئے نہیں کہا جا سکتا کہ وہ بات جو میں کہنا چاہتا ہوں وہ آخری حصہ میں جو نہیں پڑھا گیا بیان ہوئی یا نہیں لیکن جتنا پڑھا گیا اس سے انسان یہ تاثر لیتا ہے کہ اجتہاد ایک ایسا مسئلہ ہے جس پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کوئی روشنی نہیں ڈالی۔ اور ہمیں اپنی رہنمائی کے لئے صرف پہلوں کی طرف رجوع کرنا پڑا۔ اصولی طور پر یہ بات غلط ہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقام

حَکَم کا مقام ہے اور سارے مسائل پر جن کا تعلق اُمّتِ مسلمہ سے ہے بار رہا ہے آپ نے نہایت حسین رنگ میں روشنی ڈالی ہے اور اصل بنیاد ہمارے مضامین کی وہ کلام ہونا چاہیئے جو کسی مسئلہ کے بیان میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہے

نفاق کے متعلق

جو مضمون مختصر پڑھا گیا ہے یہ مضمون بھی بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ قرآن کریم نے ابتدا ہی میں سورۂ بقرہ کی پہلی سترہ آیات میں اس طرف ہمیں توجہ دلائی کہ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس کی طرف زیادہ توجہ دینی چاہیئے جب کفر کو بیان کیا تو دو یا چار آیات میں بیان کر دیا جب نفاق کو بیان کیا تو اس کے مقابلہ میں دگنی تگنی آیات میں اس مضمون کو بیان کیا۔ یہ لمبائی بھی ہمیں اس طرف توجہ دلا رہی ہے کہ کفر کی نسبت نفاق زیادہ گہری سازش ہے۔ صداقت اور نور کے خلاف زیادہ خرابی پیدا کرنے والا ہے اور زیادہ توجہ کا محتاج ہے۔ اس سے چوکس رہنا امتِ مسلمہ کا فرض ہے

جب ہم اپنی تاریخ پر نظر ڈالتے ہیں

(اور ایک نہایت ہی دردناک تاریخی دور کا مجھے سپین میں مشاہدہ کرنا پڑا) تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ جہاں بھی ظاہری یا باطنی طور پر اسلام میں فتنہ پیدا کیا گیا اور اسلام پر ضرب لگائی گئی اور اسلام کی حکومتوں کو تباہ کیا گیا اصل بانی مبانی ان تکلیف دہ واقعات کے اُس وقت کے منافق علماء سوء ہی تھے۔ دل کرتا ہے کہ (اللہ تعالیٰ نے توفیق دی تو) تاریخ کے اس سلسلہ پر بھی خطبات دوں اور جماعت کے سامنے اس کی وضاحت کروں اللہ نے چاہا تو ایسا ہو جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

ہمارے علم کی بنیاد

جیسا کہ میں نے پہلے کہا ہے قرآن کریم کی اس تفسیر پر ہونی چاہیئے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کی ہے۔ ہم اس اعتقاد پر پختگی سے قائم ہیں اور ہمیں اس اعتقاد پر پختگی سے قائم رہنا چاہیئے کہ قرآن عظیم ایک کامل اور مکمل کتاب ہے بعض دفعہ تفصیلی بات کرتے ہوئے ہم اس حقیقت کے خلاف بات کر جاتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس بات پر بڑا زور دیا ہے کہ قرآن عظیم کامل و مکمل ہدایت اور شریعت ہے اس سے باہر کچھ نہیں

آپ ہم پر واضح کرتے ہیں کہ اگر یہ صحیح ہے، اور یہی صحیح اور صداقت ہے کہ قرآن کریم ایک کامل اور مکمل کتاب ہے تو ہمیں یہ بھی ماننا پڑے گا کہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی ساری عملی زندگی میں اور اپنے سب اقوال میں قرآن کریم سے زائد کوئی بات نہیں کہی۔ بلکہ آپ کے تمام ارشادات قرآن کریم کی تفسیر ہیں۔ آپ نے ایک جگہ فرمایا خواہ ہمیں سمجھ آئے یا نہ آئے کہ کس آیت کی یہ تفسیر ہے لیکن ہے تفسیر کیونکہ اگر آپ ایک چھوٹی سی بات کے متعلق یہ تسلیم کر لیں کہ یہ قرآن کریم میں نہیں تھی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے زائد بیان کی تو قرآن کریم کامل و مکمل نہیں رہتا

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمارے ہاتھ میں

علوم کے زبردست سمندر

دئے ہیں۔ وہ یا قرآن کریم کی تفسیر ہے یا نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے جو قرآن کریم کی تفسیر کی ہے۔ اس کی تشریح ہے۔ اس سے زائد کچھ نہیں۔ اور تمام جھگڑوں کا حل آپ نے حَکَم ہونے کے لحاظ سے کیا ہے۔ مسئلہ اجتہاد میں بھی اختلاف ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بڑے حسین رنگ میں اجتہاد کی ضرورت کو بیان کیا ہے اور قرآن کریم کی آیات کی تفسیر کر کے یہ مسئلہ ہمارے سامنے پیش کیا ہے۔ بے ساختہ دل تو میرا چاہتا ہے کہ میں کوئی تفصیلی مثال بھی دے دوں مگر یہاں بیٹھے بیٹھے سر درد (جو صبح سے مجھے تھی) شدت اختیار کر گئی ہے۔ دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ اسے آپ مضبوطی سے پکڑیں کہ قرآن کریم کامل و مکمل کتاب ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ہر ارشاد قرآن کریم کی کسی نہ کسی آیت کی تفسیر ہے زائد کچھ نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قرآن عظیم اور ارشادات اور اُسوۂ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی تفسیر اور تشریح حالاتِ حاضرہ کے مطابق اور قیامت تک کے حالات کے مطابق ہمیں دی ہے اور ہر رنگ میں سیر کن اصولی ہدایت اور تفسیر ہمیں دے دی ہے۔ ہماری سوچ ہمارے فکر، ہمارے تدبر اور

ہمارے علمی مضامین کی بنیاد

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وہ روشنی ہونی چاہیئے جو آپ نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اخذ کی اور پورے طور پر اللہ کامل کے رنگ میں دنیا کے سامنے منعکس کی۔ یہ ایک بنیادی حقیقت ہے ہمارے بڑوں، ہمارے چھوٹوں، ہمارے پڑھے لکھوں اور ان پڑھوں اور بچوں اور عورتوں سب کو ذہن نشین کرنی چاہیئے کیونکہ اگر ہم اس حقیقت کو مضبوطی سے پکڑیں تو پھر ہمارے لئے ٹھوکر کا کوئی خطرہ نہیں ہے۔ ہم میں سے ایک گروہ علیحدہ ہو گیا۔ ان کی ٹھوکر کا باعث ہی یہی ہے کہ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حَکَم نہیں مانا۔ اپنا یہ حق سمجھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جس بات کو چاہیں مان لیں اور جس بات کو چاہیں رد کر دیں۔ اللہ تعالیٰ نے کسی انسان کو یہ حق نہیں دیا۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ نے حَکَم بنایا ہے کسی مجلس نے فتویٰ نہیں دیا کہ آپ حَکَم ہیں خدا نے کہا ہے کہ آپ حَکَم ہیں۔ اس لئے نہ میرا نہ تمہارا کسی کا حق نہیں ہے کہ یہ کہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام حَکَم نہیں اور جس بات کو ہم چاہیں گے مان لیں گے اور جس بات کو چاہیں گے رد کر دیں گے۔ کسی انسان کو خدا نے یہ حق نہیں دیا۔ جو شخص اپنا یہ حق سمجھتا ہے اس کو مجبور ہو کر ان باتوں کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے جو دراصل انسان کو شیطان کے منبع سے ملتی ہیں۔ اگر خود کو شیطان کی لعنت سے محفوظ رکھنا ہو تو

ہم میں سے ہر ایک کا فرض ہے

کہ وہ اس حقیقت کو سمجھے اور ہر ایک اپنے

سارے فکر و تدبر کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی لائی ہوئی روشنی کے اندر لے آئے اس سے باہر جانے کی جرأت نہ کرے۔ ایسا کوئی مضمون جس پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور کی جھلک نہیں وہ ہمارا مضمون نہیں ہے جماعت احمدیہ کا مضمون نہیں ہو سکتا خواہ اجتہاد کے متعلق ہو یا کسی اور مسئلہ کے متعلق ہو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جیسا کہ میں نے بتایا ہے

بڑے حسین طریقہ سے

روشنی ڈالی ہے۔ اور ہر مسئلہ پر بنیادی طور پر روشنی ڈالی ہے۔ اس چیز کا خیال رکھیں۔

گرمی کی وجہ سے مجھے سر درد شروع ہو جاتی ہے۔ کبھی کبھی بخار بھی شروع ہو جاتا ہے۔ دعا کریں اللہ تعالیٰ فضل کرے علمی میدان میں کام بہت کرنے ہیں۔ وہاں نائیجیریا یورپ کے خالیہ ذورہ کے وقت) بعض چیزیں علمی میدانوں میں ایسی سامنے آتی ہیں کہ یہاں بیٹھ کر ان کا تصور بھی نہیں ہو سکتا۔ انشاء اللہ کسی اور وقت مسجد میں بیٹھے ہوئے یا خطبہ میں ان پر روشنی ڈالوں گا

اب ہم دعا کر لیتے ہیں

ہم اپنے رب سے عاجزانہ دعا کریں گے کہ اے ہمارے رب تو نے آسمانوں پر تو مقدر کر دیا کہ تیری توحید دنیا میں قائم ہو اور تیرے محبوب محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت و عظمت اور جلال انسان کے دل میں پیدا ہو جائے۔ لیکن چونکہ تو ظاہری پردوں میں کام کرتا ہے اس کام کی ذمہ داری ہم عاجز بندوں پر ڈال دی ہے۔ ہم عاجز اور بے مایہ ہیں کام بہت وسیع اور بڑا اہم ہے۔ تیری مدد اور نصرت کے بغیر ہم یہ کام سرانجام نہیں دے سکتے تو اپنے وعدوں کو پورا کر اور ہماری مدد اور نصرت کو آ۔ تا کہ وہ فیصلہ جو آسمان پر ہو چکا ہے اس کے مطابق ہمارے ذریعہ سے تیری توحید اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت اور عشق اور عظمت اور جلال دنیا میں قائم ہو۔ آؤ دعا کر لیں

اس کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اجتماعی دعا فرمائی ۔

درخواست دعا: کرم بابا محمد اسماعیل صاحب درویش کافی عرصہ سے ٹی بی کے عارضہ سے بیمار ہیں اور بہت کمزور ہو چکے ہیں دعائے صحت کی درخواست ہے ایڈیٹر

قسط اوّل

حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کی ہجرت اور قبر سرینگر کشمیر میں

تقریر مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی۔ بر موقع جلسہ سالانہ قادیان منعقدہ ۱۹۶۹ء

وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ آيَةً وَآوَيْنَاهُمَا إِلَىٰ رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَمَعِينٍ (المومنون ع ۱)

حضرات! مجھے اس وقت "حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کی ہجرت اور قبر سرینگر کشمیر میں" کے موضوع پر کچھ عرض کرنا ہے۔ جیسا کہ آپ سب کو معلوم ہے کہ یہ مضمون ایک علمی اور تاریخی مضمون ہے مگر مذہبی اور جماعتی اعتبار سے نہایت ہی اہم ہے اس لئے میں اس وقت اختصار سے اس کے خاکہ کو آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا روحانی مقام

حضرت مسیح ناصری علیہ السلام آج سے قریباً دو ہزار سال قبل اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے قریباً چھ سو سال قبل یروشلم (فلسطین) میں پیدا ہوئے اور وہ بنی اسرائیل کے لئے رسول تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

(ا) وَرَسُولًا إِلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ کہ وہ بنی اسرائیل کے لئے رسول تھے

(ب) حضرت عیسیٰ علیہ السلام خود بنی اسرائیل کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں

يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ (سورۃ صف ع ۱)

کہ اے بنی اسرائیل میں تمہارے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے رسول بن کر آیا ہوں

حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے اس قول کی تصدیق جس کا قرآن مجید میں ذکر ہے اور جس کا ان کے حلقۂ بعثت سے تعلق ہے خود عہد نامہ جدید سے بھی ہوتی ہے۔ حضرت مسیحؑ فرماتے ہیں:۔

"میں بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا۔ (متی ۱۵/۲۲)

حضرت مسیح علیہ السلام کی حیات و ممات کے بارہ میں مختلف نظریات

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کی بعثت سے قبل حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے بارہ میں تین عقاید و نظریات لوگوں میں پائے جاتے تھے

(ا) یہود کا عقیدہ

یہود جو حضرت مسیح علیہ السلام کے مخالف و منکر ہیں، کا عقیدہ ہے کہ انہوں نے اس وقت کی رومی حکومت سے مل کر مسیح کو صلیب پر لٹکا کر مار دیا۔ اور اس طرح نعوذ باللہ وہ ملعون ثابت ہو گئے۔ کیونکہ تورات میں ہے

"کیونکہ جو پھانسی دیا جاتا ہے خدا کا ملعون ہے"

(استثناء ۲۱/۲۳)

اس لئے نعوذ باللہ بوجہ ملعون ہونے کے ہم حضرت مسیح کو راستباز ہی نہیں مانتے

(ب) عیسائیوں کا عقیدہ

عیسائی حضرات جو حضرت مسیح کو ماننے والے ہیں کا عقیدہ ہے کہ مسیح ناصری بیشک مصلوب و ملعون ہوئے مگر وہ ہمارے گناہوں کا کفارہ ہو گئے۔ چنانچہ عہد نامہ جدید میں ہے

"مسیح جو ہمارے لئے لعنتی بنا اس نے ہمیں مول لے کر شریعت کی لعنت سے چھڑایا۔ کیونکہ لکھا ہے کہ جو لکڑی پر لٹکایا گیا وہ لعنتی ہے"

(گلتیوں ۳/۱۳)

اس کے ساتھ ہی عیسائیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت مسیح ناصری صلیب پر فوت ہونے کے بعد قبر میں رکھے گئے اور تیسرے دن پھر زندہ ہو گئے اور اپنے شاگردوں سے دوبارہ ملنے کے بعد آسمان پر اٹھائے گئے چنانچہ لکھا ہے:۔

"غرض خداوند یسوع ان سے کلام کرنے کے بعد آسمان پر اٹھایا گیا۔ اور خدا کی دہنی طرف بیٹھ گیا"

(مرقس ۱۶/۱۹)

اور اب عیسائی حضرات اس زمانہ میں مسیحؑ کے آسمان سے نازل ہونے کے منتظر ہیں

(ج) عام مسلمانوں کا عقیدہ

عوام مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ یہود و نصاریٰ دونوں کے متذکرہ بالا عقاید غلط ہیں کہ مسیح علیہ السلام صلیب پر مارے گئے۔ بلکہ ان کا نظریہ یہ ہے کہ مسیح علیہ السلام نہ تو مصلوب پر چڑھائے گئے اور نہ ہی قتل ہوئے بلکہ جب ان کے مخالف ان کو پکڑنے کے لئے آئے خدا تعالیٰ نے فرشتوں کے ذریعہ انہیں اسی جسم خاکی کے ساتھ زندہ آسمان پر اٹھا لیا۔ اس وقت ان کی عمر ۳۳ برس تھی اور وہ بغیر کھانے پینے اور تغیر جسمانی کے اب تک آسمان پر زندہ موجود ہیں اور وہ اس زمانہ میں امت محمدیہ کی اصلاح، دجال سے مقابلہ، اور کسر صلیب کے لئے آسمان سے نازل ہوں گے۔ اور عوام مسلمان اس زمانہ میں حضرت مسیح علیہ السلام کے نزول من السماء کے منتظر ہیں۔ اس نظریہ کے ثبوت میں ان لوگوں نے قرآن مجید کی اس آیت سے استدلال کیا

وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَٰكِن شُبِّهَ لَهُمْ .... وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا بَل رَّفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ (النساء ع ۲۲)

حالانکہ اس آیت میں حضرت مسیح کے مصلوب و مقتول ہونے کی نفی ہے نہ کہ طبعی طور پر وفات پانے کی۔ نیز اس میں رفع الی اللہ کا ذکر ہے نہ کہ رفع الی السماء کا

یہ ایک عجیب بات ہے کہ مسلمانوں نے جب اس عقیدہ کا اظہار کیا کہ حضرت مسیح ناصری نہ تو سولی پر چڑھائے گئے نہ قتل ہوئے جبکہ یہ واقعہ فلسطین میں پیش آیا جس کا انجیل میں ذکر ہے۔ تو یہودیوں اور عیسائیوں کو یہ موقع ملا کہ ایک طرف وہ کہتے ہیں کہ تمہارے قرآن کے نازل کرنے والے خدا کو اس تاریخی واقعہ (Historical Facts) کا بھی علم نہیں تو قرآن مجید خدا کا کلام کیسے ہو سکتا ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک

دوسری طرف عیسائیوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس پر حملہ کرنے کا موقع ملا۔ کہ اگر آسمان پر جانا عزت افزائی ہے تو پھر یہ عزت و شرف صرف حضرت مسیح کو حاصل ہوا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باوجود خاتم النبیین اور سردار انبیاء ہونے کے آسمان پر نہ اٹھائے گئے اور نہ ہی آپ کے لئے دوبارہ دنیا میں واپس آنا مقدر ہوا۔ اس عقیدہ کا یہ اثر نکلا کہ ہزاروں مسلمان اسلام کو ترک کر کے حلقہ بگوش عیسائیت ہو گئے

کیا ہی خوب فرمایا حضرت مسیح محمدی علیہ السلام نے

ہمہ عیسائیاں را از مثال خود مدد دادند
دلیری ہا پدید آمد پرستاران بیت دا
مسیح ناصری را تا قیامت زندہ می دانند
مگر مدفون یثرب را ندادند این فضیلت را

جماعت احمدیہ کا عقیدہ

اگر آج سے قریباً اسی سال قبل (۱۸۹۱ء میں) حضرت بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام

قادیانی علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے علم پاکر اس امر کا انکشاف فرمایا کہ مسیح ابن مریم فوت ہو چکے ہیں اور خدا تعالیٰ نے آپ کو ان کے رنگ میں مسیح بنا کر بھیجا ہے۔ نیز اعلان فرمایا کہ حضرت مسیح کو بیشک رومی حکومت کے حکم سے صلیب پر لٹکایا گیا مگر ان کی موت صلیب پر واقع نہیں ہوئی بلکہ وہ مقتول و مصلوب کے مشابہ بنے بیہوشی کی حالت میں ان کو صلیب سے اتارا گیا اور پھر ان کے جسم کو مختلف ادویات لگا کر ایک کفن میں لپیٹ کر ایک ہوادار قبر نما کمرہ میں رکھا گیا۔ بروقت علاج معالجہ کے نتیجہ میں وہ تین دن کے اندر ہی قدرے تندرست ہو کر اس کمرہ سے باہر آئے۔ پھر اپنے حواریوں کو ملے اور فلسطین سے ہجرت کر گئے۔ اور مختلف ممالک میں بنی اسرائیل کے دس گمشدہ قبائل میں تبلیغ کرتے ہوئے آخر کشمیر آگئے اور ۱۲۰ سال کی عمر میں طبعی وفات پائی۔ سرینگر کشمیر کے محلہ خانیار میں آپ کی قبر موجود ہے۔ اور قرآنی آیت وَاٰوَيْنٰهُمَا اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ (المومنون) حضرت مسیح علیہ السلام کی ہجرت کی طرف اشارہ کر رہی ہے اور حدیث نبوی صلعم

اِنَّ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ عَاشَ مِائَةً وَعِشْرِيْنَ سَنَةً

(کنز العمال جلد ۶ ص ۱۲)

کہ حضرت عیسیٰ بن مریم ایک سو بیس سال زندہ رہے۔ اس کا ایک روشن ثبوت ہے

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے اپنے اس الہامی انکشاف کے ثبوت میں نہ صرف تاریخی شواہد پیش کئے بلکہ آپ نے اناجیل کی مختلف آیات سے بھی ان حقائق کو ثابت کیا کہ حضرت مسیح کو صلیب سے زندہ ہی اتار لیا گیا تھا۔ اور بیہوشی سے افاقہ کے بعد جب علاج معالجہ کے نتیجہ میں وہ چلنے پھرنے کے قابل ہو گئے تو فلسطین سے ہجرت کر گئے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ رومی حکومت کے حضرت مسیح کے مصلوب ہونے کے بارہ میں مشہور کر دیا گیا تھا کہ آپ اپنے مادی جسم کے ساتھ آسمان پر چلے گئے تاکہ رومی حکومت آپ کا پیچھا نہ کر سکے۔ حدیث شریف میں بھی اس ہجرت کی طرف اشارہ ملتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں

اَوْحَى اللّٰهُ اِلٰى عِيْسٰى اَنْ يَا عِيْسٰى انْتَقِلْ مِنْ مَكَانٍ اِلٰى مَكَانٍ لِئَلَّا تُعْرَفَ فَتُؤْذٰى

(کنز العمال جلد ۲ ص ۳۴)

کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کو وحی کی کہ اے عیسیٰ ایک جگہ سے دوسری جگہ چلتے رہو۔ ایسا نہ ہو کہ تم پہچانے جاؤ اور تمہیں تکلیف دی جائے

پس یہ وہ کسر صلیب تھی جس کے انکشاف سے قصر پاپائیت کی بنیادیں ہل گئیں۔ عیسائیت کے علمبردار وکلاء نے اسے عیسائیت کے لئے خطرۂ عظیم یقین کر کے اس میدان کو خالی چھوڑ دیا۔ اور کوئی بھی ان میں سے مرد میدان آپ کے سامنے آکر حیات مسیح کا ثبوت پیش نہ کر سکا۔

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی ایک وصیت

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے اپنی جماعت کو ایک تاکیدی نصیحت کی کہ وہ عیسائیوں کے مقابل پر دوسرے متنازعہ فیہ مسائل کو نظر انداز کر کے صرف وفات مسیح ناصری کے مسئلہ پر زور دیں۔ کیونکہ حیات مسیح کا مسئلہ ان کی ایٹرنل کی ہڈی ہے۔ اور ان کی عمارت کا بڑا ستون ہے۔ اس پر کاری ضرب لگانے کی ضرورت ہے۔ چنانچہ حضور علیہ السلام اپنی کتاب ازالہ اوہام میں فرماتے ہیں:۔

"اے میرے دوستو! اب میری آخری وصیت سنو اور ایک راز کی بات کہتا ہوں۔ اس کو خوب یاد رکھو۔ تم اپنے ان تمام مناظرات میں جو تمہیں عیسائیوں سے پیش آتے رہتے ہیں رُخ بدل لو۔ اور عیسائیوں پر ثابت کر دو کہ درحقیقت مسیح ابن مریم ہمیشہ کے لئے فوت ہو گیا ہے۔ یہی ایک بحث ہے جس میں انتخاب ہونے سے تم عیسائی مذہب کی روئے زمین سے صفحہ لپیٹ دو گے تمہیں کچھ بھی ضرورت نہیں کہ دوسرے بے ہودہ جھگڑوں میں اپنے اوقات عزیز کو ضائع کرو۔ صرف مسیح ابن مریم کی وفات پر زور دو۔ اور پُرزور دلائل سے عیسائیوں کو لاجواب اور ساکت کر دو۔ جب تم مسیح کو مُردوں میں داخل ہونا ثابت کر دو گے اور عیسائیوں کے دلوں میں نقش کر دو گے تو اسی دن تم سمجھ لو کہ آج عیسائی مذہب دنیا سے رخصت ہوا۔ یقیناً سمجھو کہ جب تک ان کا خدا فوت نہ ہو ان کا مذہب فوت نہیں ہو سکتا۔ اور دوسری تمام بحثیں ان کے ساتھ عبث ہیں ان کے مذہب کا ایک ہی ستون ہے اور وہ یہ کہ اب تک مسیح ابن مریم آسمان پر زندہ بیٹھا ہے۔ اس ستون کو پاش پاش کرو پھر نظر اٹھا کر دیکھو کہ عیسائی فرقہ دنیا میں کہاں ہے؟ چونکہ اللہ تعالیٰ بھی چاہتا ہے کہ اس ستون کو ریزہ ریزہ کر دے اور یورپ اور ایشیا میں توحید کی ہوا چلائے اس لئے اس نے مجھے بھیجا اور میرے پر اپنے خاص الہام سے ظاہر کیا کہ مسیح ابن مریم فوت ہو چکا ہے۔ چنانچہ اس کا الہام یہ ہے کہ

"مسیح ابن مریم رسول اللہ فوت ہو چکا ہے اور اس کے رنگ میں ہو کر وعدہ کے موافق تو آیا ہے وکان وعد اللہ مفعولا"

(ازالہ اوہام طبع پنجم ص ۲۳۲)

وفات مسیح کے انکشاف کا غیر معمولی ردعمل اور شاندار نتائج

اس انکشاف سے کہ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔ نہ وہ زندہ آسمان پر گئے اور نہ زندہ ہیں۔ اور نہ ہی دوبارہ اس دنیا میں آئیں گے عیسائی دنیا میں تہلکہ مچ گیا۔ اور وہ تبلیغی میدان میں پیچھے ہٹنے لگے۔ اور اسلام نے نئے سرے سے کروٹ لی۔ انیسویں صدی عیسوی کے آخر میں یورپ کے مختلف ممالک سے عیسائی مبلغ و پادری ہندوستان آکر مسلمانوں کو عیسائی بناتے تھے لیکن اب اس صدی میں خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے قادیان و ربوہ سے احمدی مبلغین و مبشرین یورپ اور دیگر ممالک میں جا رہے ہیں اور عیسائیوں کو مسلمان بنا رہے ہیں۔ اور حالت یہ ہے کہ ؎

کہتے ہیں تثلیث کو اب اہل دانش الوداع
پھر ہوئے ہیں چشمۂ توحید پر ارواح شاد

(المسیح الموعود)

چنانچہ نور محمد صاحب نقشبندی چشتی اپنے "مقدمہ قرآن" انیسویں صدی عیسوی کے آخر کا نقشہ کھینچتے ہوئے عیسائیوں کے مقابل پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دلائل کی شوکت کا یوں اعتراف کرتے ہیں:۔

"اس زمانہ میں پادری لیفرائے پادریوں کی ایک بہت بڑی جماعت لے کر اور حلف اٹھا کر ولایت سے چلا کہ تھوڑے عرصہ میں تمام ہندوستان کو عیسائی بنا لوں گا۔ ولایت کے انگریزوں سے روپیہ کی بہت بڑی مدد اور آئندہ کی مدد کے مسلسل وعدوں کا اقرار لے کر ہندوستان میں داخل ہو کر بڑا تلاطم برپا کیا۔ اسلام کی سیرت و احکام پر جو اس کا حملہ ہوا تو وہ ناکام ثابت ہوا۔ کیونکہ احکام اسلام و سیرت رسول اور احکام انبیاء بنی اسرائیل اور ان کی سیرت جن پر ان کا ایمان تھا یکساں تھے پس الزامی، نقلی اور عقلی جوابوں سے ہار گیا مگر حضرت عیسیٰ کے آسمان پر جسم خاکی زندہ موجود ہونے اور دوسرے انبیاء کے زمین میں مدفون ہونے کا حملہ عوام کے لئے ان کے خیال میں کارگر ہوا۔ تب مولوی غلام احمد قادیانی کھڑے ہو گئے اور لیفر سے اور اس کی جماعت سے کہا کہ عیسیٰ جس کا تم نام لیتے ہو دوسرے انسانوں کی طرح فوت ہو کر دفن ہو چکے ہیں اور جس عیسیٰ کے آنے کی خبر ہے وہ میں ہوں پس اگر تم سعادتمند ہو تو مجھ کو قبول کر لو۔ اس ترکیب سے اس نے لیفر اے کو اس قدر تنگ کیا کہ اس کو اپنا پیچھا چھڑانا مشکل ہو گیا۔ اور اس ترکیب سے اس نے ہندوستان سے لے کر ولایت تک کے پادریوں کو شکست دے دی"

(حمائل قرآن مجید دو ترجمہ والی مقدمہ ص ۳۰)

(باقی آئندہ)

شکریہ و درخواست دعا

میری دو بچیوں نے بفضلہ تعالیٰ انگلش میڈیم لے کر سیکنڈری سکول اگزامینیشن بورڈ کا امتحان اس سال فرسٹ ڈویژن میں پاس کیا ہے اور اس میں اعلیٰ نمبر حاصل کئے ہیں الحمد للہ علی ذالک

یہ بچیاں نشاط شمیم اور بے بی بشریٰ شمیم محترمی سید ارادت حسین صاحب مرحوم صحابی سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پڑنواسیاں ہیں الحمد للہ ہیں اور میرے شوہر ڈاکٹر شاہ شمیم احمد صاحب ان کی دو بیٹیوں کی اولاد ہیں

اس خوشی میں مبلغ پچیس روپے درویش فنڈ میں بھیج رہی ہوں اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

تمام بزرگوں اور محترم درویشوں اور جملہ احباب سے گزارش ہے کہ وہ ان بچیوں کی روحانی اور دنیاوی ترقی اور حفظ و امان کے لئے دعا فرما دیں

طالب دعا عذرا شمیم۔ آرہ بہار۔

درخواست دعا

میری دائرہ محترمہ سخت علالت کے بعد مشن ہسپتال میں داخل ہیں۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کی حالت بہتر ہے۔ تمام بزرگان سلسلہ و درویشان کرام سے ان کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے دعا کی درخواست ہے

خاکسار ڈاکٹر محمد عابد شاہجہانپوری

صلیب پر زندہ اترنے کے بعد حضرت مسیح علیہ السلام کی ہجرت

اور

یعوذات سرینگر کے محلہ خانیار میں دفن ہونے کی حقیقت

از محترم مولانا عبدالرحیم صاحب فاضل قادیانی نائب ناظر تالیف وتصنیف قادیان

روزنامہ اخبار "اجالا" چنوں تجریہ ۳/۷۰ء کے دو کالم میں موصول ہوئے ہیں جن میں مفتی اعظم سرینگر کشمیر مولانا مبشر الدین صاحب کا تردیدی بیان زیر عنوان "حضرت عیسے کے متعلق شائع شدہ خبر شرانگیز" شائع ہوا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ "ملاپ" اخبار میں لندن کے حوالہ سے یہ خبر شائع ہوئی تھی کہ حضرت مسیحؑ کو صلیب سے زندہ ہی اتار لیا گیا تھا۔ جس کے ثبوت میں ان کے کفن والی چادر کو جو خون آلود تھی پیش کیا گیا ہے۔ اس پر ایک اخبار نے مذکورہ خبر کو اس غلط عنوان سے شائع کیا کہ "خانیار میں حضرت عیسے علیہ السلام کے مقبرے کی اصل حقیقت کھل گئی" حالانکہ "ملاپ" میں شائع ہونے والی خبر میں کہیں بھی خانیار کا ذکر نہیں تھا۔ یہ بات واقعی قابل تردید تھی۔ چنانچہ مفتی صاحب موصوف نے اس کی تردید کرتے ہوئے اس شائع شدہ خبر کو انتہائی شرانگیز اور مکروہ و حد درجہ افسوسناک قرار دیا ہے اور لکھا ہے کہ

"اس خبر میں بتایا گیا ہے کہ
حضرت عیسیٰ کو زندہ ہی خانیار میں
دفن کیا گیا ہے۔ یہ بات اسلامی
عقاید کے منافی اور اسلامی احکام
اور قرآن حکیم کے احکامات کے
خلاف ہے۔"

یہاں تک تو ہم مفتی صاحب کی تردید کے ساتھ متفق ہیں۔ خانیار والی قبر میں حضرت مسیح کو قطعاً زندہ نہ دفنایا گیا تھا۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ صلیب سے زندہ اتارنے کے بعد ان کو ایک مہین چادر میں لپیٹ کر پاس کے باغ کی پہاڑ کی چھوٹی سی غار میں جو اسی غرض سے پہلے تیار کروا لی گئی تھی رکھا گیا تھا اور مُر و لوبان وغیرہ خوشبودار چیزیں ان کے تنفس پر اثر ڈالنے کے لئے ان کے جسم کے ساتھ رکھی گئی تھیں اور دوائیات سے جسم کو تر رکھا گیا تھا۔ اور علاوہ اس کے مریم عیسے یعنی مریم حواریین جسے مریم سیلخا بھی کہتے ہیں کے ذریعہ سے ان کے زخموں کا علاج کیا گیا تھا اور ہوش اور طاقت آجانے پر وہ باغبان کا بھیس بدل کر گلیل پہنچنے سے قبل راستہ میں حواریوں کو ملے اور اپنی ہدایت یاد دلائی کہ میں تم سے پہلے گلیل کو جاتا ہوں وہاں ملاقات ہوگی۔ وہاں جاکر ان کی ملاقات حواریوں سے ہوئی جس کے بعد انہوں نے وہاں سے اکیلے ہی خدا کے حکم کے مطابق اپنے مشن کے لئے ہجرت کی جس کا ذکر بعض اسلامی روایات میں موجود ہے۔ اور وہ مشرقی ممالک کی طرف آ گئے۔ اور کشمیر میں اپنی کھوئی ہوئی بھیڑوں سے ملے اور ان کو اپنا پیغام پہنچایا جو انہوں نے قبول کر لیا اور اس طرح خدا تعالےٰ نے ان کو یہاں قبولیت اور عزت عطا کی اور پھر انہوں نے لمبی عمر پائی۔ قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے وَاٰوَيْنٰهُمَآ اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ۔ کہ ہم نے حضرت مسیحؑ اور ان کی ماں مریم صدیقہ دونوں کو بلند پہاڑی کے علاقہ میں پناہ دی جو واقعی قرار والی اور صاف ستھرے چشموں والی جگہ ہے اور ظاہر ہے کہ یہ علاقہ کشمیر ہی کا ہے جہاں یہود پراگندگی کے بعد پہنچ گئے تھے

حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت مسیحؑ کی عمر ۱۲۰ سال ہوئی ہے۔ اگر حضرت مسیح کا مزعومہ رفع ہوا تھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ان کی عمر چھ سو سال چاہیئے تھی مگر آپ نے عمر ۱۲۰ سال بتائی ہے۔ پس بعد ہجرت انہوں نے وفات پائی اور مرنے کے بعد سرینگر خانیار والے مزار میں دفن کئے گئے نہ کہ زندہ ہی

ہمارے علماء ان آیات واحادیث کو نظر انداز کر جاتے ہیں۔ حالانکہ قرآن کریم اور کسی حدیث میں السماء کا لفظ موجود نہیں السماء کا لفظ دکھانے والے کے لئے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے بیس ہزار روپیہ انعام کا اعلان کر رکھا ہے جو پون صدی سے لاجواب ہے۔

پس مفتی صاحب موصوف کا یہ من گھڑت خیال کہ مسیحؑ کو سول پر نہیں چڑھایا گیا بلکہ اللہ تعالےٰ نے ان کو آسمان پر بلا لیا خلاف عقل وخلاف قرآن کریم وحدیث وخلاف تاریخ ہے۔ ان کا قبل رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ سے استدلال سراسر عربی و دیگر زبانوں کے محاورات سے ناواقفیت کا نتیجہ ہے۔ خدا انسان کی شاہ رگ سے زیادہ نزدیک ہے وہ کسی کو کس طرح آسمان پر لے جا سکتا ہے۔ پھر آسمان کا لفظ ہی موجود نہیں

پس قرآن وحدیث کا یہی فیصلہ ہے کہ خدا نے ان کو صلیبی لعنتی موت سے بچا کر عزت و قبولیت عطا فرمائی اور ان کو دشمنوں کے مقابلہ میں غلبہ عطا کیا اور یہود کو ان کے بداردادوں میں ناکام و نامراد رکھ کر ان کو صادقا مسیح ثابت کر دیا۔ مفتی صاحب کا بغیر دلیل کے بین الاقوامی فاؤنڈیشن ریسرچ کو نام نہاد اور بے بنیاد و کھوکھلا بتانا کوئی وقعت نہیں رکھتا

پس یہ کہنا کہ قرآن کریم کے مطابق حضرت عیسیٰ زندہ اور حیات ہیں" اور ان کو اللہ تعالیٰ نے آسمان پر چڑھایا" قطعاً بے بنیاد ہے ایسا ہی یہ خیال کرنا کہ ان کو صلیب پر لٹکایا ہی نہیں گیا تاریخ کے خلاف ہے۔ مَا صَلَبُوْهُ میں خدا تعالےٰ نے ان کی صرف صلیبی موت کی نفی کی ہے نہ کہ صلیب پر لٹکانے کی۔ قرآن اور حدیث و تاریخ تینوں اس بات کی تردید کر رہے ہیں کہ ان کو آسمان پر اٹھایا گیا تھا۔

باقی رہا اجماع امت تو وہ کبھی اس بات پر نہیں ہوا۔ کب ساری امت کے مختلف زمانوں کے علماء نے اکٹھے ہو کر کہا ہے کہ حضرت مسیح زندہ جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر اٹھائے گئے تھے۔ اس کے برخلاف صحابہ کرام کا اجماع حضرت ابوبکرؓ کے خطبہ کے بعد یہی ہے کہ مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ کہ آنحضرت صلعم خدا نہیں کہ نہ مریں بلکہ ان سے پہلے سارے ہی رسول وفات پا چکے ہیں۔ لہٰذا اگر یہ بھی وفات پا گئے ہیں تو کوئی انوکھی اور تعجب کی بات نہیں۔ اس پر صحابہ کرام رضؓ میں سے کسی نے بھی یہ نہیں کہا تھا کہ آپ کا زندہ رہنا اسی طرح ضروری ہے جس طرح کہ مسیحؑ اب تک زندہ ہے۔ حالانکہ اس وقت اگر ان میں سے کسی کا بھی یہ عقیدہ ہوتا تو وہ ضرور بول اٹھتا۔ مگر ایک بھی نہ بولا۔ یہ ہے اجماع جو سب گزشتہ نبیوں کی وفات پر ہوا۔ جن میں حضرت مسیحؑ بھی شامل ہیں۔ کسی عالم نے آج تک اس کا جواب نہیں دیا اور سکوت ہی میں خیر سمجھی ہے۔

یہ کہنا کہ خانیار والے مقبرے کی کوئی حقیقت نہیں صداقت کو جھٹلانا ہے۔ ذرا کشمیر کی پرانی قلمی تاریخوں کو ملاحظہ فرمائیں کہ وہ کیا شہادت دیتی ہیں ذرا ملاں نادری ہی کی تاریخ کو لے لیں۔ اس نے صاف اقرار کیا ہے کہ حضرت مسیح کشمیر کی طرف مرفوع ہوئے تھے جس سے ان کی مراد ہجرت کشمیر ہے۔ ان تاریخوں کو دیکھنے سے اصل حقیقت سامنے آجاتی ہے۔ اس کے باوجود وفات مسیح اور قبر مسیح واقع محلہ خانیار کے بارہ میں اطلاعات کو مکروہ عزائم قرار دینا صداقت وحقیقت کا خون کرنا ہے۔ یہ حقیقت اب کسی طرح چھپائے نہیں چھپ سکتی۔ کتبہ شواہد اس کی تائید میں ظہور میں آچکے ہیں اور آئندہ بھی انشاء اللہ ظاہر ہوتے رہیں گے۔ بہتر یہی ہے کہ اس کا اعتراف کر کے قبر صلیب اور صداقت اسلام کی تائید کی جائے۔ کیونکہ اس میں عیسائیت کی موت و شکست اور اسلام کی زندگی و فتح کا راز مضمر ہے۔ ورنہ مسلمان عیسائیوں کی ہاں میں ہاں ملا کر کبھی بھی اسلام کو غالب نہیں کر سکتے۔ بلکہ ہمیشہ ہی عیسائیت سے مغلوب رہیں گے۔

تقرر سیکرٹری تحریک جدید

مکرم ماسٹر ریاض احمد صاحب کو جماعت احمدیہ سازمعن میں سیکرٹری تحریک جدید مقرر کیا جاتا ہے۔ دوست ان سے پورا تعاون فرمائیں۔ اللہ تعالےٰ موصوف کو بہتر رنگ میں خدمت سلسلہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وکیل الاعلیٰ تحریک جدید قادیان

درخواست دعا

میرے چچا جان مکرم مولوی سید مبشر الدین صاحب اچانک سخت بیمار ہو گئے ہیں کالک پیٹ کی تکلیف تھی اب اس میں شدت پیدا ہو گئی ہے۔

ڈاکٹری تشخیص و علاج جاری ہے۔ احباب کرام اور بزرگان عظام سے دعائے صحت کی عاجزانہ درخواست ہے

خاکسار سید بدرالدین احمد
قادیان

مسجد اقصیٰ کا لفظی اور معنوی پہلو

از انوار اللہ خاں

مسجد اقصیٰ پر تاریخی اور جغرافیائی اور سیاسی نقطۂ نظر سے بہت سارے اخبارات اور رسائل میں روشنی ڈالی جا چکی ہے۔ مگر اس کے لفظی اور معنوی پہلو پر نظر نہ پڑی جو اسلامی نقطۂ نظر سے اہم ہے۔

اقصیٰ ایک عربی لفظ ہے جس کا حوالہ قرآن مجید میں سورۂ بنی اسرائیل کے تحت ہے۔ بقول مولانا آزاد

"قرآن مجید ہم سے عقل و دانش کا مطالبہ کرتا ہے"

اس میں ہر ایک عربی لفظ اپنے اندر معنیٰ کا ایک سمندر رکھتا ہے۔ مگر ہماری مجمد طبیعت اس کے سطحی معنوں پر قانع ہو چکی ہے۔ مثلاً اس میں عاقلوں کے لئے اشارے ہیں کہ

"ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں"

مثلاً سورہ نحل میں خدا صاف الفاظ میں کہتا ہے کہ بزم قدرت عاقلوں کے قدموں میں ہے۔ مگر ہم اس کے قدموں پر پڑے ہیں

لفظ اقصیٰ کی تشکیل ان چار حرفوں سے ہوتی ہے۔ الف۔ ق۔ ص۔ ی جس پر کھڑا زبر ہے۔ چونکہ کھڑا زبر الف کے مشابہ ہوتا ہے لہٰذا اس کو الف تصور کر لیجئے۔ یہ حروف دیدۂ بینا اور اسلامی دل رکھنے والوں کے لئے پُر معنز ہیں۔ ایسے ہی لوگوں کے لئے قطرہ میں سمندر، ذرہ میں سورج۔ بندہ میں خدا مخلوق میں خالق۔ گل میں گلستان۔ اور جزو میں کل دکھائی دیتا ہے۔ "الف" اتحاد کی طرف۔ "ق" قربانی کی طرف۔ "ص" صداقت کی طرف اور "الف" امامت کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ اگر ہم اپنا گریبا چاک کر کے دیکھیں تو ہم مسجد اقصیٰ پر ماتم کرنے کے بھی لائق نہیں۔ اتحاد، قربانی، صداقت اور امامت ہمہ گیر موضوعات ہیں۔ جن پر یہاں روشنی ڈالنے کی گنجائش نہیں۔ ہمارے گھروں میں، ہمارے محلوں میں، ہمارے شہروں میں اتحاد نہیں۔ اس کے بارے میں ڈاکٹر اقبال نے کیا خوب کہا ہے ؎

یوں تو سیّد بھی ہو مرزا بھی ہو افغان بھی ہو
تم سبھی کچھ ہو بتاؤ تو مسلمان بھی ہو!

مذہبی پیشواؤں کی شہرت پسندی اور قومی رہنماؤں کی خود آرائی نے مسلم قوم کو چند جماعتوں میں تقسیم کر ڈالا ہے۔ قربانی کا جذبہ نہ ہم میں ہے نہ عربوں میں۔ غالب نے اس شعر میں قربانی کی تصویر کھینچی ہے۔ جو کس قدر کشش رکھتی ہے ؎

جاں تم پہ نثار کرتا ہوں
میں نہیں جانتا دعا کیا ہے

ہمارے ہاتھ دعا کے لئے اٹھتے ہیں مگر صداقت کی راہ میں ہمارے سر قربانی کے لئے نہیں جھکتے۔

صداقت کس چیز کا نام ہے۔ دورِ حاضر کے انسان کو معلوم نہیں۔ امامت تو ہم میں ہے مگر وہ بھی مسجد کی چار دیواری تک محدود ہو گئی۔ امامت سارے عالم کے لئے تھی۔ ہے۔ ہوگی۔ اور ہونا چاہیئے۔ ہم نے امامت کے اس عملی تصور کو بھلا دیا جسے حضرت عمر فاروق رضؓ نے ساری دنیا کو دیا تھا۔

دیدۂ بینا کے لئے مسجد اقصیٰ حضرت علی رضؓ کی قربانی۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی صداقت اور حضرت عمر کی امامت کی زندہ مثال ہے۔ مسجد اقصیٰ ہم سے بہت دور ہے۔ بہت دور! اس کے معنے بھی بہت دور کے ہیں۔ ہم اس کو اپنے دلوں سے مذکورہ صفات کے باعث بالکل قریب لا سکتے ہیں۔ ہم خدا کو ڈھونڈنے در بدر پھرتے ہیں اور ہم نے خدا کو عرش پر بٹھا دیا۔ اصل میں خدا مردِ مومن کے دل میں جلوہ افروز ہے۔

مسجد اقصیٰ جو ہم سے بہت دور ہے اس کے جل جانے کا غم نہیں۔ مگر وہ اقصیٰ جو ہمارے دلوں میں اور عربوں کے دلوں میں تھی اس کی آتش زدگی پر خون کے آنسو نکلتے ہیں۔ جب تک عربوں کے دلوں میں اتحاد، قربانی، صداقت اور امامت کی تشکیل نہ ہوگی اس وقت تک اغیار اپنی وحشیانہ نظر اس پر ڈالنے کی جسارت کرتے رہیں گے۔

چشمِ باطن کے نزدیک مسجد اقصیٰ جلا دی گئی؟ نہیں۔ بلکہ وہ خود عربوں کے دلوں سے اور ہمارے قلوب سے مذکورہ صفات مٹ جانے کی بنا پر جل گئی اگر عربوں میں اور ہم میں ان صفات کی پھر سے تشکیل ہو جائے تو مسجد اقصیٰ عربوں کی ہو جائے گی۔

مسجد اقصیٰ ہم سے اور عربوں سے اپنی حرمت کے لئے کسی مالدار ملک کی مالی امداد کا مطالبہ نہیں کرتی بلکہ مذکورہ صفات کا تقاضا کرتی ہے جو ایک قوم کو دائمیت عطا کر سکتی ہے۔

یہودیوں کو برا بھلا کہنے کے عوض ہم پہلے اپنے دلوں میں مسجد اقصیٰ کی تعمیر کر لیں۔ مخالف کو نیچا دکھانے کے لئے اسے برا بھلا کہنا اور گالی گلوچ دینا اسلامی شرافت نہیں۔ اسلامی شرافت کا تقاضا ہے کہ ہم یہودیوں کو اتحاد و یگانگت میں۔ جنگ میں، علم میں، سائنس میں، فن میں، اور ہر بات میں نیچا دکھائیں

مسجد اقصیٰ ہم پر ماتم کر رہی ہے مگر ہمارا اور عربوں کا ماتم اس کے لئے طفلِ شیر خوار کی اشک باری ہے۔!

مسجد اقصیٰ اس وقت مسرور ہوگی جب ہم اپنے دلوں میں یہ صفات پیدا کر لیں گے۔

(بشکریہ ماہنامہ "خدام الاحمدیہ" دسمبر ۱۹۶۹ء)

اے مردانِ مومن ہمت کرکے حق کے لئے ہر قربانی کا جوش دکھاؤ

"کوئی مقصد بجز توفیق فضل و امداد و رحمتِ الٰہی انجام پذیر نہیں ہو سکتا۔ اور خدا تعالیٰ کی بشارات پر نظر کر کے جو بارش کی طرح برس رہی ہیں اس عاجز کو یہی امید ہے کہ وہ اپنے بندہ کو ضائع نہیں کرے گا اور اپنے دین کو اس خطرناک پراگندگی میں نہیں چھوڑے گا، جو اب اس کے لاحق حال ہے۔ مگر برعایتِ ظاہر ہمارا جو طریق مسنون ہے"

(عبد النصاری الی اللہ)

ہی کہنا پڑتا ہے کہ میری جماعت میں ایسے احباب ہوں جو ان پر بوجہ املاک و اموال و زیورات وغیرہ کے زکوٰۃ فرض ہو تو ان کو سمجھنا چاہیئے کہ اس وقت دینِ اسلام جیسا غریب اور یتیم اور بے کس کوئی بھی نہیں اور زکوٰۃ دینے میں جس قدر تہدید شرع وارد ہے وہ بھی ظاہر ہے اور عنقریب ہے جو منکرِ زکوٰۃ کافر ہو جائے"

(از حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ نشانِ آسمانی صفحہ ۴۹)

آج سے ۷۸ سال قبل ۱۸۹۲ء میں جری اللہ فی حلل الانبیاء نے مخلصینِ جماعت کو متذکرہ بالا الفاظ میں مخاطب فرمایا تھا۔ ان لوگوں کا ایمان کتنا کامل ہوگا جنہوں نے خدا کے وعدوں پر ایمان لاتے ہوئے دل و جان سے قربانیاں پیش کر کے اسلام کی نشاۃِ ثانیہ کی بنیاد کو مضبوط کیا۔ آج ہم اپنی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کے ان وعدوں کو پورا ہوتے دیکھ رہے ہیں اور

لَدَیْہِ

قمر احمد علیہ السلام اب بھی صحابہؓ ایسا قربانی کا نمونہ دنیا کے سامنے پیش کر رہی ہے بعض احباب نہ معلوم کیوں خدا تعالیٰ کی رضاء کی قدر کو نہیں پہچانتے۔ جس سے محبت ہو انسان اس کے لئے کیا قربانی نہیں کرتا۔ مگر آپ کا مرشد، آپ کا آقا بڑے درد بھرے الفاظ میں مخاطب کر کے فرماتا ہے

"دینِ اسلام جیسا غریب اور یتیم اور بے کس کوئی بھی نہیں!"

ایک دردِ دل رکھنے والے مومن کا دل ان الفاظ سے کانپ اٹھتا ہے۔

پس تمام عہدیداران سہ ماہی اوّل کے ختم ہوتے ہی اپنی اپنی جماعتوں کا جائزہ لیں کہ ان کی جماعتوں نے دینِ اسلام کے لئے زکوٰۃ، لازمی چندہ جات اور اہم تحریکات یعنی "نصرت جہاں ریزرو فنڈ اور درویش فنڈ میں کہاں تک حصہ لیا ہے اور کیا آپ اس خوش قسمت جماعت کے عہدیدار ہیں جس نے سہ ماہی اوّل میں سو فیصدی ادائیگی کر دی ہے اور آپ کی جماعت کا نام بغرضِ دعا حضور کی خدمت میں پیش ہو رہا ہے۔

ناظر بیت المال آمد قادیان

بہشتی مقبرہ قادیان متعلق اللہ تعالیٰ کی بشارتیں

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام رسالہ الوصیت میں تحریر فرماتے ہیں:۔

۱۔ "ایک جگہ مجھے دکھائی گئی اور اس کا نام "بہشتی مقبرہ" رکھا گیا اور ظاہر کیا گیا کہ وہ ان برگزیدہ جماعت کے لوگوں کی قبریں ہیں جو بہشتی ہیں"

۲۔ "اس قبرستان کے لئے بڑی بھاری بشارتیں مجھے ملی ہیں اور نہ صرف خدا نے یہ فرمایا کہ یہ مقبرہ بہشتی ہے بلکہ یہ بھی فرمایا اُنْزِلَ فِیْهَا کُلَّ رَحْمَةٍ۔ یعنی ہر ایک قسم کی رحمت نہیں جو اس قبرستان والوں کو اس سے حصہ نہیں۔"

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ تمام جماعت میں سے اس قبرستان میں وہی مدفون ہوگا جو یہ وصیت کرے جو اس کی موت کے بعد دسواں حصہ اس کے تمام ترکہ کا حسب ہدایات اس سلسلہ کے اشاعت اسلام اور تبلیغ احکام قرآن میں خرچ ہوگا اور ہر ایک صادق کامل الایمان کو اختیار ہوگا کہ اپنی وصیت میں اس سے بھی زیادہ لکھ دے لیکن اس سے کم نہیں ہوگا۔

جماعت احمدیہ کے ہر فرد کو چاہیئے کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس قائم کردہ نظام وصیت سے منسلک ہو جائیں اور وصیت کر کے اپنی زندگیوں میں اشاعت اسلام اور تبلیغ احکام قرآن کے کاموں میں اپنے اموال سے مدد فرمائیں اور بعد وفات "بہشتی مقبرہ" میں دفن ہونے کی سعادت حاصل کریں جو اس جماعت کے پاک دل لوگوں کی خوابگاہ بن رہا ہے۔

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

وقف جدید میں شامل ہو کر

آپ اقل ترین خدمت سے عظیم ترین ثمرات حاصل کرتے ہیں

دوستوں کو علم ہے کہ وقف جدید میں ہر بچہ، بڑا، مرد اور عورت صرف چھ روپے سالانہ (کم از کم) ادا کرتا ہے مگر اس معمولی سی رقم کی ادائیگی سے وہ

۱۔ قرآن مجید کی اشاعت اور اس کی تعلیم میں حصہ لینے کا ثواب حاصل کرتا ہے

۲۔ معلمین کے وسیع نظام کو مضبوط تر کرتا ہے۔

۳۔ اسلام کی فتح کی اس گھڑی کو قریب تر لاتا ہے جس کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مامور کے ذریعہ اس زمانے کو دیا۔

آئیے! اسلام کے کامیاب جہاد میں حصہ لیجئے۔

انچارج وقف جدید انجمن احمدیہ قادیان

تبلیغی لٹریچر طلب کرنے والے اپنا پورا پتہ تحریر فرمایا کریں

بعض دوست نظارت ہذا سے تبلیغی لٹریچر طلب کرتے ہیں لیکن اپنا پورا اور صاف پتہ تحریر نہیں کرتے جس کی وجہ سے نہ تو انہیں لٹریچر بھجوانا ممکن ہوتا ہے اور نہ جواب بھجوایا جا سکتا ہے اور انہیں شکوہ ہوتا ہے کہ نظارت تبلیغ نے انہیں جواب تک نہیں دیا۔ سو تمام احباب سے درخواست ہے کہ لٹریچر کے بارہ میں خط و کتابت کرتے وقت اپنا پورا اور صاف پتہ انگریزی میں تحریر فرمایا کریں

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

دعائے نعم البدل:۔ مورخہ ۳ ظہور (اگست) کی شام کو مکرم پروفیسر مبارک احمد صاحب مدراسی پروفیسر موصل یونیورسٹی عراق (نزیل قادیان) کی چھوٹی بچی عزیزہ امۃ الرشید بقضائے الٰہی فوت ہو گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ دوسرے روز بوقت ساڑھے آٹھ بجے صبح صحن لنگر خانہ میں مخدومی حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب امیر مقامی نے نماز جنازہ ادا کی۔ ازاں بعد بچہ قبرستان میں

ثواب کا ایک موقع

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی خلافت کے ابتدائی ایام میں توسیع تبلیغ اور اس کے متعلق ضروریات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:۔

"پس میرے دوستو! روپیہ کے معاملہ میں گھبرانے اور فکر کرنے کی کوئی بات نہیں اللہ تعالیٰ آپ سامان کرے گا۔ آپ ان سعادت مند روحوں کو میرے پاس لائے گا جو ان کاموں میں میری مددگار ہوں گی۔

میں خیالی طور پر نہیں کامل یقین اور بصیرت سے کہتا ہوں کہ ان کاموں کی تکمیل و اجراء کے لئے کسی محاسب کی تحریکیں کام نہیں دیں گی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مسیح موعودؑ سے وعدہ کیا ہے یَنْصُرُکَ رِجَالٌ نُوْحِیْ اِلَیْهِمْ۔ تیری مدد وہ لوگ کریں گے جن کو ہم وحی کریں گے

پس ہمارے محاسب کا عہدہ خود خدا تعالیٰ نے اپنے ذمہ لے لیا ہے اور یہ نہیں فرمایا ہے کہ روپیہ دینے کی تحریک ہم خود لوگوں کے دلوں میں کریں گے۔ ہاں جمع کا لفظ استعمال کر کے بتایا کہ بعض انسان بھی ہماری اس تحریک کو پھیلا کر ثواب حاصل کر سکتے ہیں۔ پس خدا آپ ہی ہمارا محاسب اور محصل ہوگا۔ اسی کے پاس ہمارے سب خزانے ہیں۔ اس نے آپ ہی وعدہ کیا ہے یَنْفُذُ رِجَالٌ نُوْحِیْ اِلَیْهِمْ پھر ہمیں کیا فکر ہے۔ ہاں ثواب کا ایک موقع ہے۔ مبارک وہ جو اس سے فائدہ اٹھاتا ہے" (منصب خلافت)

تبلیغ سلسلہ کے وسیع کام کے لئے بجٹ کے مطابق جس قدر اخراجات کی ضرورت ہوتی ہے اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے مخلصین جماعت کو توفیق دے رہا ہے کہ وہ نہ صرف لازمی چندہ جات کی ادائیگی کرتے ہیں بلکہ تحریک جدید کے ذریعے جس وسیع نظام تبلیغ کا پروگرام بنایا گیا ہے اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں اور اپنی ہمت اور توفیق کے مطابق زیادہ سے زیادہ حصہ لے کر ثواب کے اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور اس طرح اِنِّیْ مَعَ مَنْ اَرَادَ اِعَانَتَکَ کے مطابق اللہ تعالیٰ کے فضلوں سے حصہ پاتے ہیں

پس احباب جماعت سے درخواست ہے کہ جو افراد کسی وجہ سے تحریک جدید کے مالی جہاد میں شامل نہیں ہیں وہ اس میں جلد شمولیت اختیار کر کے اللہ تعالیٰ کے فضلوں سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کر کے خدمت دین کے اس نادر موقع سے فائدہ اٹھائیں۔ اور جو احباب کے ذمہ چندہ واجب الادا ہے وہ اپنا چندہ جلد ادا کر دیں اور اس بات کو ہمیشہ مدنظر رکھیں کہ ان کے چندہ نہ دینے سے سلسلہ کے کام کو کوئی نقصان نہیں ہوگا۔ بلکہ ان کی شمولیت اس لئے ضروری ہے کہ تا وہ خود اللہ تعالیٰ کے فضلوں سے محروم نہ ہو جائیں اللہ تعالیٰ تو اپنے وعدہ کے مطابق دوسرے مخلصین کو وحی کر کے سلسلہ کی ضروریات پوری کر رہا ہے اس لئے ایسے احباب جن کے ذمہ بقایا ہے وہ جلد بقایا ادا کر کے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بننے کی کوشش کریں اور سفت میں ثواب حاصل کریں جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے ؎

بسفت ایں اجر نصرت را دہندت اے اخی ورنہ
قضائے آسمان است ایں بہر حالت شود پیدا

اللہ تعالیٰ آپ سب کو اپنے فضلوں اور رحمتوں سے نوازے۔ آمین

وکیل المال تحریک جدید قادیان

اعلانِ نکاح

شیموگہ (میسور) سے مکرم عطاء الرحمٰن صاحب ابن میر عبدالجلیل صاحب مرحوم نے اپنے بھائی عزیز میر شفیع الرحمٰن صاحب کے نکاح کی اطلاع دی ہے۔ نکاح کے اعلان کی تاریخ ۲۷ جولائی مقرر تھی۔ اس خوشی میں موصوف نے مبلغ دس روپے دارالشیخ فنڈ میں ادا کئے ہیں۔ احباب جماعت اس رشتہ کے ہر جہت سے بابرکت ہونے کے لئے دعا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔

مرزا وسیم احمد قادیان

۴ میں تدفین عمل میں آئی۔ اللہ تعالیٰ والدین کو صدمہ کے برداشت کرنے اور صبر جمیل پانے کی توفیق عطا فرمائے اور نعم البدل سے نوازے۔ آمین۔

ایڈیٹر

آپ کا چندہ اخبار بدر ختم ہے

مندرجہ ذیل خریداران بدر کا چندہ ماہ تبوک ۱۳۴۹ ہش (مطابق ستمبر ۱۹۷۰ء) میں کسی تاریخ کو ختم ہو رہا ہے۔ ان کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ اپنی اولین فرصت میں ایک سال کا چندہ مبلغ دس روپے بھجوا کر ممنون فرمادیں تاکہ ان کے نام اخبار جاری رہ سکے۔ اگر ان کی طرف سے چندہ وصول نہ ہوا تو چندہ ختم ہونے کی تاریخ کے بعد ان کے نام اخبار بدر کی ترسیل بند کردی جائے گی۔

امید ہے کہ اخبار کی افادیت کے پیش نظر تمام احباب جلد رقم ارسال کرکے ممنون فرمادیں گے۔ ان احباب کو بذریعہ خط بھی اطلاع دی جارہی ہے۔ مینجر بدر قادیان

نمبر خریداری	اسمائے خریداران	نمبر خریداری	اسمائے خریداران
۱۰۲۰	مکرم ڈاکٹر مرزا آدم علی بیگ صاحب	۱۴۲۸	مکرمہ مسز خان بہادر محمد صاحب
۱۰۴۲	" سید مدار صاحب	۱۴۸۸	مکرم محمد معین الدین صاحب
۱۰۵۲	" دلدار علی صاحب	۱۴۳۹	" نصیر احمد خاں صاحب
۱۰۶۰	" محمد صاحبداد خاں صاحب	۱۴۵۷	" مبشر الدین خاں صاحب
۱۰۶۲	" محمد عثمان نور صاحب	۱۴۷۷	" نذیر احمد صاحب
۱۰۸۵	" رشید احمد خاں صاحب	۱۷۰۸	" امیر علی صاحب
۱۱۷۸	" غلام محمد صاحب	۱۷۷۳	" محمد سیف الدین صاحب
۱۱۹۹	" محمد نقی صاحب	۱۷۷۴	" ایم کے حسن کویا صاحب
۱۲۴۷	" محمد ظہور حسین صاحب	۱۷۸۵	" محمد عظمت اللہ صاحب
۱۲۶۶	" اے ایچ غلام احمد صاحب	۱۸۵۹	" سید مسعود عالم صاحب
۱۲۸۴	" احسان اللہ صاحب ٹاک	۱۸۶۲	مکرمہ ایم خاتون صاحبہ
۱۲۸۶	" بشیر احمد صاحب	۱۸۶۸	انجمن احمدیہ شورت
۱۳۲۷	" سید مذکر الدین صاحب	۱۸۸۰	مکرم غلام رسول صاحب
۱۳۸۳	" بابو محمد ظفر صاحب	۱۸۹۸	" ایچ ایچ صاحب احمدیہ لائبریری
۱۳۸۶	" عبد المجید صاحب	۱۹۵۶	" عبد الحمید صاحب شریف

جلسہ ہائے سیرت النبیؐ اور ایام تبلیغ

عرصہ زیر اشاعت میں ایڈیٹر بدر کی ڈاک میں جماعت احمدیہ اسماعیل نگر (میرٹھ) جماعت احمدیہ آسنور (کشمیر) جماعت احمدیہ نیماپور (میسور) جماعت احمدیہ چارکوٹ (پونچھ) اور لجنہ اماء اللہ بنگلور کی طرف سے جلسہ ہائے سیرت النبی صلے اللہ علیہ وسلم اور ایام تبلیغ کے سلسلہ میں ان جماعتوں کی کارکردگی کی تفصیلی رپورٹیں موصول ہوئیں مگر افسوس کہ عدم گنجائش کی وجہ سے ہم انہیں بدر میں جگہ نہیں دے سکے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان جماعتوں کے اخلاص و فدائیت میں بے پایاں برکت ڈالے۔ آمین۔

ایڈیٹر

- درخواست دعا -

میری اہلیہ ثانی پتے میں پتھری کی وجہ سے بیمار ہیں اور امرتسر کے ہسپتال میں داخل ہیں۔ ان کا اپریشن عنقریب ہونے والا ہے جملہ قارئین بدر کی خدمت میں اپریشن کی کامیابی اور اہلیہ کی صحت کاملہ عاجلہ کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

فقیر اللہ ابن بلاح الدین قادیان

ناظر ناڈو کے گورنر سے ملاقات کا نتیجہ

ہماری خواہش اور درخواست ہے کہ یہ جلسہ آنمحترم کی زیر سرپرستی ہو۔ انہوں نے مختلف جو باتیں پیش کرتے ہوئے معذوری کا اظہار فرمایا۔

گفتگو کے دوران مکرم نوجوان صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس پیشگوئی کا ذکر فرمایا کہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا گہرا تعلق جنوبی ہند سے ہوگا۔ اس طرح جماعت احمدیہ جنوبی و شمالی ہندوستان کے روحانی ربط کے لئے بھی کوشش کر رہی ہے

اس موقعہ پر خاکسار نے گورنر صاحب کی خدمت میں لندن مشن سے شائع شدہ نہایت دیدہ زیب کتب پیش کیں جن کے نام یہ ہیں:-

1- Islam and human rights
2- The excellent exemplar Muhamad - the messenger of Allah

محترم گورنر صاحب نے بڑی خوشی سے یہ دونوں کتابیں لیں اور تھوڑی دیر تک ورق گردانی کرکے فرمایا کہ ان دونوں کتابوں کو میں ضرور پڑھوں گا۔ اور یہ بھی فرمایا کہ میں جب لنڈن گیا تھا تو آپ کی لندن مسجد میں بھی گیا تھا۔

ہماری یہ ملاقات پندرہ منٹ تک جاری رہی۔ اس عرصہ میں گورنر صاحب نے کئی بار فرمایا کہ احمدیہ جماعت کے معززین کے ساتھ میرا گہرا تعلق رہا ہے اور ان کے کردار اور اور اخلاق کا میں بہت قدردان ہوں۔

اور یوں یہ خوشگوار ملاقات ہمارے دلوں میں ایک عمدہ یاد چھوڑ کر ختم ہوگئی

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے بلند اور معیاری اخلاق اور کردار برقرار رکھتے ہوئے اپنے نیک نمونہ سے خدمت اسلام کی توفیق بخشے۔ آمین۔ ہمیں مکرم نوجوان صاحب کے تعاون کے لئے ان کا ممنون ہوں۔

یہ مت خیال فرمائیے

کہ آپ کو اپنی کار یا ٹرک کے لئے اپنے شہر سے کوئی پرزہ نہیں مل سکا تو یہ پرزہ نایاب ہو چکا ہے۔ آپ فوری طور پر ہمیں لکھئے یا فون یا ٹیلیگرام کے ذریعہ ہم سے رابطہ پیدا کیجئے۔ کار اور ٹرک پٹرول سے چلنے والے ہوں یا ڈیزل سے۔ ہمارے ہاں ہر قسم کے پرزے دستیاب ہو سکتے ہیں۔

آٹو ٹریڈرز ۱۶ مینگو لین کلکتہ ۱

Auto Traders 16 Mangoe Lane Calcutia-1

"تار کا پتہ:- "Autocentre" فون نمبرز 23-1652 23-5222

سپیشل گم بوٹ

جن کے آپ عرصہ سے متلاشی ہیں

مختلف اقسام، دفاع، پولیس، ریلوے، فائر سروسز، ہیوی انجینئرنگ کیمیکل انڈسٹریز۔ مائنز۔ ڈیریز ویلڈنگ شاپس اور عام ضرورت کیلئے دستیاب ہیں

گلوب ربڑ انڈسٹریز

آفس و سیکرٹری: ۱۰ اپر جھورام سرکار لین کلکتہ نمبر ۱۵ فون نمبر ۲۴-۳۲۷۲
شوروم: ۳۱/۱ لوئر چیتپور روڈ کلکتہ ۱ فون نمبر ۲۴-۰۴۰۱
تار کا پتہ: "گلوب ایکسپورٹ" "Globe Exports"